ترانۂ نعت

مُصنّفہ

عمر انصاری

زیر اہتمام

انجمن فردوسِ ادب لکھنؤ

نغمۂ نی

جملہ حقوق بحقِ مصنّف محفوظ

چھٹا ایڈیشن ۱۲۰۰ (معہ ترمیم و اضافہ) ـــــ سنہ ۱۹۷۵ء

کاتب ـــــ عشرت لکھنوی

طباعت ـــــ نیشنل آرٹ پریس الہ آباد

قیمت :— دس روپے

★

یکے از مطبوعات

مکتبۂ فردوسِ ادب

۲۰-امین آباد پارک لکھنؤ (یوپی) انڈیا

اِنتساب

حضرتِ عبداللہ ابنِ رواحہؓ

اور

حضرتِ حسّان بنِ ثابتؓ

کے

نام

عُمر انصاری

ہے اِنتہا بھی فسانے کی، اِبتدا ہی نہیں
وہ ایک شخص جو سب کچھ ہے، بس خدا ہی نہیں

عمرؔ انصاری

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱	دیباچہ	۷
۲	نگاہِ اوّلیں	۹
۳	ترانۂ نعت	۱۳
۴	سلامِ نعت	۱۷
۵	شانِ رحمت	۲۱
۶	دل کے مسیحا	۲۴
۷	معراج کی رات	۲۷
۸	حضورؐ کا سراپا	۳۱
۹	وہ ایک شخص	۳۴
۱۰	بادِ بہاری	۳۶
۱۱	غیروں کا بھی اپنا	۳۸
۱۲	اللہ کا حبیبؐ	۴۰
۱۳	خُلقِ مجسّم	۴۲
۱۴	آمنہ کا لال	۴۵
۱۵	اِک وہ خوشبو	۴۷
۱۶	دیوانہ محمدؐ کا	۴۹
۱۷	یہ حُسنِ مدارات	۵۱
۱۸	موسمی سوغات	۵۴
۱۹	یادوں کے پھول	۵۶
۲۰	ہمارے ہیں محمدؐ	۵۷
۲۱	نئی بجلیاں	۵۹
۲۲	گُل افشانیاں	۶۲

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۲۳	ضیائے گنبدِ خضرا	۶۵
۲۴	آنے والے	۶۷
۲۵	اُمید کا سفینہ	۷۰
۲۶	کوئی دوسرا تو ہو	۷۲
۲۷	محرمِ اسرارِ حقیقت	۷۴
۲۸	آستانے پہ اُن کے	۷۷
۲۹	شغلِ دلِ دیوانہ	۸۰
۳۰	تنہائی میں بھی محفل	۸۲
۳۱	مجازِ حقیقت نما	۸۴
۳۲	مدینے چلو	۸۷
۳۳	لاکھوں میں یہی ایک ادا	۸۹
۳۴	طیبہ کی ہواؤ	۹۱
۳۵	اے صلِّ علیٰ	۹۲
۳۶	شاہدِ بزمِ ابد	۹۴
۳۷	عزّ و شانِ بشر	۹۷
۳۸	چارہ سازِ دل و جاں	۱۰۰
۳۹	دستِ قدرت	۱۰۲
۴۰	زمیں کا ساکن	۱۰۴
۴۱	اے کہ تسکینِ جاں	۱۰۷
۴۲	حق کا پیامی	۱۱۰
۴۳	نازِ قلم فرمائے ہے	۱۱۴
۴۴	فریادِ اُمّت	۱۱۵
۴۵	فردوس کی قیمت	۱۳۰
۴۶	مستیٔ محبّت	۱۳۹
۴۷	شکوۂ اسلام	۱۴۲
۴۸	ہم اُن کے ہیں!	۱۵۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

● شاعری جذبات نگاری ھی کا ایک نام ھے، اور اس اعتبار سے اگر میں اپنے کلامِ نعت کو اپنے قلبی تاثرات کا آئینہ دار اور اپنی رُوح کی آواز کہوں تو کچھ بیجا نہ ھوگا۔

● صنفِ نعت مخصوص ھے حضرت **محمّد مصطفٰے و احمدِ مجتبےٰ** صلی اللہ وعلیہ وسلم کی مدح وثنا کے لئے۔

● سب سے پہلے خود اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیبؐ کی مدح وثنا میں فرمایا: "اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا" (بیشک اللہ اور اُس کے فرشتے نبیؐ پر درود بھیجتے ھیں، اے ایمان والو! تم بھی اُن پر درود اور سلام بھیجو)۔

● عربی کا سب سے پہلا نعتیہ قصیدہ میمون بن قیس سے منسوب ھے اور شعرائے دربارِ رسالت میں حضرت علیؓ حضرت حمزہؓ خاتونِ جنّت سیدہ فاطمہ زہراؓ، حضرت زیدؓ، حضرت ضرار ابن الازورؓ، حضرت کعبؓ ابنِ مالکؓ، حضرت عبداللہ ابنِ رواحہؓ اور حضرت حسّان بن ثابتؓ نے نعت گوئی کا قرار واقعی حق ادا کیا ــــ حضورِ اکرمؐ نے نہ صرف یہ کہ شعراء کا کلام سُنا اور اُنھیں عزّت بخشی، بلکہ شعر گوئی کی دعوت بھی دی، اصلاحِ سخن سے بھی نوازا، اور کفّار کی مبارزت طلبی کے موقع پر یہ اجازت بھی دی کہ شعر کا جواب شعر سے دیا جائے۔

● عربی شعری اَدب جب فتحِ ایران کیساتھ فارس پھونچا تو اھلِ فارس نے حُبِّ رسُولؐ کے جذبۂ صادقہ کیساتھ صنفِ نعت کو معراجِ کمال تک پھونچادیا، اگر ایک طرف سے شیخ سعدیؒ بزبانِ عربی یہ کہتے ھوئے اُٹھے کہ:

بلغ العلیٰ بکمالہٖ کشف الدجیٰ بجمالہٖ ٭ حسنت جمیع خصالہٖ صلوا علیہ وآلہٖ

تو دوسری طرف سے حضرت جامیؒ یوں پکار اُٹھے، کہ ؎

یا صاحب الجمال و یا سید البشر ٭ من وجھک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقّہٗ ٭ بعد از خدا بزرگ توئی قصّہ مختصر

● اور پھر کیا اہلِ فارس اور کیا اہلِ ہند، فارسی میں حافظ، رومی سنائی، عطار، عراقی، نظامی، قدسی، عرفی، خاقانی، انوری، خسرو، غالب اور اسی قبیل کے نہ جانے کتنے شعراء نے نعتیہ ادب کے خزانے کو اپنے جواہر پاروں سے مالا مال کر دیا۔ نعتیہ شاعری کے ایوان میں صرف اہلِ حرم ہی نے نہیں، بلکہ اہلِ دَیر نے بھی بڑی عقیدتمندی کیساتھ چراغاں کیا ہے۔

● زبان کی ترویج اور اس کے ارتقا کیساتھ اُردو کا نعتیہ اَدب بھی پھلتا اور پھولتا رہا، یہانتک کہ ظفر شاہ کے قلعۂ معلیٰ میں باقاعدہ نعتیہ محفلیں اور مشاعرے منعقد ہوئے۔

● شعراء کے دواوین، مثنویاں، حمد و نعت سے شروع ہوتیں، اور اُردو میں مُروّج کوئی صنفِ سخن ایسی نہیں جسمیں نعت نہ کہی گئی ہو۔

● اُردو کا کوئی شاعر ایسا نہ ہوگا جسنے نعت کا کوئی شعر نہ کہا ہو پھر بھی ناسپاسی ہوگی اگر میں اپنے اِس مختصر سے دیباچے کو یہیں ختم کر دوں اور سودا، میر، مصحفی، انشاء، نظیر، دیا شنکر نسیم، میر حسن، ذوق، غالب، مومن، ظفر، مجروح، صہبائی، شہید، عزت سنگھ عیش، سُندر لال شگفتہ، شاہ نیاز احمد، امیر مینائی، محسن کاکوروی، اکبر، آسی غازیپوری، رضا، شاد، اقبال، جلیل، اقبال سُہیل، محمد علی جوہر، حسرت موہانی، ظفر علیخاں، بیخود، جوش، جگر، سیماب، آسی الدنی، حفیظ جالندھری، ماہر القادری، بہزاد لکھنوی اور حمید صدّیقی کے نام نہ لوں، جنھوں نے اُردو کے نعتیہ ادب کو نئے رنگ و آہنگ سے روشناس کیا، اور اپنے گُلہائے عقیدت سے چمنستانِ نعت کو سدا بہار بنا دیا۔

۳ر فروری ۱۹۷۵ء — عمر انصاری

نگاہِ اوّلیں

وہ اضطرابِ ہست و بود
وہ غیبِ عالمِ شہود
وہ کیفِ شوق کی نمود
وہ عالمِ زیان و سود
وہ آفرینشِ وجود
وہ موجِ بحرِ لطف و جود
خیال کی طرح ابھی ؛ نہاں ہمارے سر میں ہے

وہ حُسن کا غُرور سا
وہ عِشق کا ظہور سا
وہ عِلمِ بے شعور سا
وہ جُرمِ بے قصور سا
وہ ذوقِ نا صبور سا
وہ قُرب تھا جو دور سا
مثالِ دَردِ جانستاں ؛ ابھی دل و جگر میں ہے

وہ اک مکانِ بے محل
وہ ایک جہدِ بے عمل
وہ عیش و اَمنِ بے خلل
حُصولِ جُملہ ما حَصل
شبیہ شوق در بغل
نِگار خانۂ اَزل
نِگاہ و دل کے سامنے ؛ سَفر میں ہے حَضر میں ہے

وہ ہیبتیں جلال کی
وہ عظمتیں جمال کی
وہ کروٹیں خیال کی
وہ دولتیں وصال کی
وہ رفعتیں کمال کی
وہ صورتیں زوال کی
اُنھیں کا جلوہ آجتک ؛ ہر ایک رہگزر میں ہے

چمن لطیف خوش نما
ہوا ، ہوائے جانفزا
طیور شوخ ، خوش نوا
فضا تمام نغمہ زا
اِدھر گھٹا ، اُدھر گھٹا
نفیس سبزہ دلرُبا
اُسی کا عکس جابجا ؛ فضائے بحر و بر میں ہے

تمام خوش اَدائیاں
تمام جَلوہ زَائیاں
تمام جَانفزائیاں
تمام تر صَفَائیاں
تمام دِلرُبائیاں
تمام خوش نمائیاں

قمر وہی فلک پہ ہے ؛ شفق وہی سحر میں ہے
وصَالِ ہَستی و عَدم
نظَامِ غیرِ منتظَم
صَدائے شورِ زیر و بم
نہ کعبہ اور نہ یہ صَنَم
وہ اَمرِ کُن تھا اَور ہَم
تری قَسَم، تری قَسَم
تری نِگاہِ اَوّلیں ؛ ابھی مری نظر میں ہے

ترانۂ نعت

تیری خاطر میرے شاہ
دیدہ و دل فرشِ راہ
آ، کہ تا حدِّ نگاہ
منتظر ہیں مہر و ماہ
اَشھَدُ اَن لا اِلٰہ الخ ❊ اَشھَدُ اَن لا اِلٰہ الخ

نازشِ کون و مکاں
تاجدارِ اِنس وجاں
عَرش تیرا آستاں
خُلد تیری جَلوہ گاہ
اَشہَد اَن لا اِلٰہ الخ ❊ اَشہَد اَن لا اِلٰہ الخ
شافِعِ روزِ جزا
مظہرِ ذاتِ خدا
مُجتبیٰؐ و مُصطفیٰؐ
اے مِرے شاہوں کے شاہ
اَشہَد اَن لا اِلٰہ الخ ❊ اَشہَد اَن لا اِلٰہ الخ
کیوں نہ ہوں قربان ہم
تجھ پہ اے شاہِ اُممؐ
دشمنوں پر بھی کرم
دوستوں پر بھی نِگاہ
اَشہَد اَن لا اِلٰہ الخ ❊ اَشہَد اَن لا اِلٰہ الخ

رو بہ رو تیرے شہا
مہر کیا ہے، ماہ کیا
یہ بھی تیرا نقشِ پا
وہ بھی تیری گردِ راہ
اَشہَدُ اَن لا اِلٰہ الخ ❊ اَشہَدُ اَن لا اِلٰہ الخ

اَمن، تیری مَصلحت
صلح جُو، تیری صِفت
ملک تیرے شش جہت
اِنس و جاں تیری سپاہ
اَشہَدُ اَن لا اِلٰہ الخ ❊ اَشہَدُ اَن لا اِلٰہ الخ

تیرا قرآں بے مثال
تیرا ایماں لازوال
تیری ذاتِ باکمال
شانِ وحدت کی گواہ
اَشہَدُ اَن لا اِلٰہ الخ ❊ اَشہَدُ اَن لا اِلٰہ الخ

اُف رے وہ عالَم ترا
مالکِ ہر دوسَرا
پھُولوں سے دَامن بھَرا
پھر بھی کانٹوں سے نِباہ
اَشھَدُ اَن لا اِلٰہ الخ ❊ اَشھَدُ اَن لا اِلٰہ الخ

دل ہے بیتاب وحزیں
سَبز گنبد کے مکیں
تیری فرقت میں کہیں
آہ نہ جائے لب تک آہ
اَشھَدُ اَن لا اِلٰہ الخ ❊ اَشھَدُ اَن لا اِلٰہ الخ

پھر ترے دَر پر عمرؔ
آ گیا ہے لَوٹ کر
اے جمَالِ مُنتظَر
پھر اِدھر کوئی نِگاہ
اَشھَدُ اَن لا اِلٰہ الخ ❊ اَشھَدُ اَن لا اِلٰہ الخ

سَلامِ نعت

جانا، تو جا کے اُن کو میرا سَلام کہنا

قِسمَت جگانے والو
خوشیاں مَنانے والو
تَقدیر پانے والو
تڑپا کے جانے والو
دل میں بٹھا کے اُن کو میرا سَلام کہنا
جانا، تو جا کے اُن کو میرا سَلام کہنا

کَوثر کی رَہ نُماؤ
تَسنِیم کی اَداؤ
طیبَہ کو جب بھی جاؤ
توبہ شکن گھٹاؤ
آنسو بَہا کے اُن کو میرا سَلام کہنا
جانا، تو جا کے اُن کو میرا سَلام کہنا

•

کِرنوں کے اِشارو
قدرت کے شاہکارو
شامِ اَلم کے یارو
اے جَاگتے ستارو
آنکھیں بچھا کے اُن کو میرا سَلام کہنا
جانا، تو جا کے اُن کو میرا سَلام کہنا

مَہکے ہوئے چَمَنْ میں
صَحرا کی اَنجمَنْ میں
اے چاند اُس خُتَنْ میں
سَرکارؐ کے وَطَنْ میں
محفِل سَجا کے اُن کو میرا سَلام کہنا
جانا، تو جا کے اُن کو میرا سَلام کہنا

•

بَن کر صَدائے قُلْقُلْ
لِے کر اَدائے سُنبُلْ
جا کر مِثالِ بُلبُلْ
اے قاصدِ تخیُّلْ
نظریں جُھکا کے اُن کو میرا سَلام کہنا
جانا، تو جا کے اُن کو میرا سَلام کہنا

اِیمَائے قلبِ مُضطر
بازوئے بادِ صَرصَر
اے آہِ سوختہ پر
پہلے دُرود پڑھ کر
پھر سَر جُھکا کے اُن کو میرا سَلام کہنا
جانا، تو جا کے اُن کو میرا سَلام کہنا

•

قلبِ عمرؔ کے گوہر
نوکِ مِژہ پہ چُن کر
اے مِہر و ماہ و اَختر
سَر رَکھ کے جَالیوں پر
موتی لُٹا کے اُن کو میرا سَلام کہنا
جانا، تو جا کے اُن کو میرا سَلام کہنا

شانِ رحمت

دَرِ پاکِ پیمبرؐ اللہ اللہ
مقامِ عود و عنبر اللہ اللہ

به خاکِ پائے او قرباں دل وجاں
به نامش دیدۂ تر اللہ اللہ

زِ سَر تا پا مُجسّم شانِ رحمت
شفیعِ روزِ محشرؐ اللہ اللہ

یکے از عارضِ او مِہرِ تاباں
یکے مَاہِ مُنوّر اللہ اللہ

به هر کوئے کہ رَفتم دَر غمِ او
زِ گیسُویش مُعَطّر اللہ اللہ

قدِ رعنائے اُو، اَللہُ اکبر
خِرامش دَورِ سَاغر اللہ اللہ

پیامَش مُژدۂ صُبحِ بہاراں
لَبَش شاخِ گُلِ تَر اللہ اللہ

مداوائے دلِ اشفتہ حالاں
سکونِ قلبِ مُضطر اللہ اللہ

نِگاہِ صَد ہزاراں جام بَردوش
نِگاہِ یارِ دِلبَر اللہ اللہ

خوش آں مَوجے کہ تا ساحل رَساند
خیالِ آں گُلِ تَر اللہ اللہ

ہَزاراں خُلد دَر آغوش دَارَد
عمرؔ ایں نعتِ سَرورؐ اللہ اللہ

دِل کے مَسِیحَا

دل کے مَسیحا ، چارہ گرِ غم صَلّی اللہ عَلَیہ وَسَلّم
ہم جیسوں کے مونس و ہمدم صَلّی اللہ عَلَیہ وَسَلّم

نورِ چراغِ انجمنِ دل ، راہبرِ ہر رَہروِ منزل
سَروِ رواںِ گلشنِ آدمؑ صَلّی اللہ عَلَیہ وَسَلّم

جسم مُطہّر، حُسنِ دو عالم، ذات مُقدّس، خیرِ مجسّم
اسمِ مُبارک زخم کا مرہم صَلّی اللہ عَلَیہ وَسَلّم

نظریں جن کی بہتا دریا، گلشن گلشن صحرا صحرا
آنسو جن کے شبنم شبنم صَلّی اللہ عَلَیہ وَسَلّم

سینہ سینہ، گلشن گلشن، جس کے جمالِ رُخ سے روشن
سر تا پا وہ نیّرِ اعظم صَلّی اللہ عَلَیہ وَسَلّم

قرآں جن کا بٹتی دولت، باتیں جن کی علم و حکمت
دامن جن کا اُڑتا پرچم صَلّی اللہ عَلَیہ وَسَلّم

فرشِ زمیں اور صاحبِ عالی، دوش پہ بس اک کملی کالی
سامنے سر شاہوں کے بھی خم صَلّی اللہ عَلَیہ وَسَلّم

آپ ہی ساغر آپ ہی مینا، آپ ہی ساقی آپ ہی صہبا
کوثر سے تا چشمۂ زمزم صلّی اللہ علیہ وسلّم

اے کہ مؤخّر اے کہ مقدّم، ہادیٔ اوّل مُرسلِ خاتم
اے کہ بنائے نظمِ دو عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم

کب سے عمر بے کیف تھے بیٹھے، آ گئی لو پھر یادِ محمدؐ
صلّی اللہ علیہِ وسلّم، صلّی اللہ علیہِ وسلّم

مِعراج کی رات

منتظر عرش پہ ہے کوئی ضرور آج کی رات
یہ کہاں لے چلے تشریف حضورؐ آج کی رات

شام ہی سے تھا وہ عالَم، کہ گماں ہوتا تھا
پھوٹنے کو ہے کوئی چشمۂ نور آج کی رات

کوئی ساغر ہے، نہ شیشہ ہے، نہ پیمانہ ہے
اور دو عالم ہیں کہ ہیں نشے میں چور آج کی رات

کوندتی پھرتی ہے ہر ذرّے میں اِک بَرقِ جمال
نگہِ شوق ہے بزمِ سرِ طور آج کی رات

ہیں جو عاجز پَرِ جبریلؑ تو کیا اس کا گلہ
شل ہے ہر بازوئے اِدراک و شعور آج کی رات

کتنے اَوہامِ جہاں راہ میں حائل ہیں ابھی
کتنے دریاؤں کو کرنا ہے عبور آج کی رات

ہفت اَفلاک ہی کیا عرش بھی ہے زیرِ قدم
ہے بجا آدمِ خاکی کو غرور آج کی رات

کِھلنے والا ہے کوئی تازہ شگوفہ شاید
متحد ہونے کو ہیں نکہت و نور آج کی رات

یہ فرشتوں کی قطاریں ، یہ سِتاروں کے ہجوم
لُٹ رَہا ہے کہیں سَرمایۂ نور آج کی رَات

حور و غِلماں میں یہ غُل ہے کہ چلو ، جلد چلو
عام ہے دعوتِ صہبائے طہور آج کی رَات

سُن کے اِتنا ، کہ وہ گزُریں گے اِدھر سے ہوکر
چشمِ مشتاق ہیں جنّت کے طیور آج کی رَات

چارسو ہائے وہ اُٹھّا ہوا ہر پَردۂ دَر
اُف ! یہ تَرسی ہوئی آنکھوں کا سُرور آج کی رَات

ہر فرشتے کو تمنّا ، کہ بَشر ہو جائے
دیکھ کر عرش پہ انساں کا ظہور آج کی رَات

حُسن اور عِشق کے یہ راز کوئی کیا جانے
جلوہ گر کون ہے، اور کِس کے حضور آج کی رات

قابلِ دید ہے، اِس عالمِ تنہائی میں
کوزہ گر کا گِلِ کوزہ پہ غُرور آج کی رات

جَل کے خود نَرم کیا جس نے مشیّت کا مزاج
جلوہ فرما ہے وہی شعلۂ نور آج کی رات

شمع و پَروانہ ہیں، اور عالمِ تنہائی ہے
ہے کوئی بزم میں نزدیک نہ دُور آج کی رات

جو بھی ہو جائے نہ اِس رات وہ سب کم ہے عمرؔ
کیا عجب بخش دے صدیوں کے قصور آج کی رات

حُضورؐ کا سَراپا

اِتنا دُنیا سے نِرالا ہے کہ اللہ اللہ
وہ محمّدؐ کا سَراپا ہے کہ اللہ اللہ

دیکھ لے ایک نظر جو، مَہِ کامِل ہو جائے
ایک اک نقشِ کفِ پا ہے کہ اللہ اللہ

نام سے اُس کے نہ کیونکر ہو دلوں کو تسکیں
نام ہی جس کا کچھ ایسا ہے کہ اللہ اللہ

دوست، دشمن میں کرے فرق کوئی کس کی مجال
مَوجزن فیض کا دَریا ہے کہ اللہ اللہ

رنگ اور نسل میں تقسیم، اِسی دُنیا نے
اک بشر ایسا بھی دیکھا ہے کہ اللہ اللہ

اَبرِ رَحمت کا طلبگار کوئی ہو تو سہی
جُھوم کر ایسا برستا ہے کہ اللہ اللہ

ایک ہم، اپنی بھی جو آپ مدد کر نہ سکیں
اک وہ اللہ کا بندا ہے کہ اللہ اللہ

ٹکڑے ہو جائے قمر، ڈوبتا سورج لَوٹ آئے
ایک اُنگلی کا اِشارا ہے کہ اللہ اللہ

ٹِک نہیں سکتے کِسی دشمن جانی کے بھی پاؤں
کَرَم و جُود کا دَھارا ہے کہ اللہ اللہ

جَمع ہوں لاکھ حَسیں، اُنکھ اُسی پر ٹھہرے
اِتنا دِلکش قَدِ بالا ہے کہ اللہ اللہ

کہیں موتی، کہیں انجم، کہیں خوشبو، کہیں پھُول
گَردِ پائے شہِ والا ہے کہ اللہ اللہ

ڈر کِسی راہ کے پتّھر کا، نہ طوفانوں کا
اُن کے دامن کا سہارا ہے کہ اللہ اللہ

اِک زمانہ، جسے بَس اَپنے بھَلے سے مَطلب
اِک مِرا گیسُوؤں والا ہے کہ اللہ اللہ

ہم کہیں بھی ہوں غلام آپ کے کہلاتے ہیں
اِتنا مضبوط یہ رشتا ہے کہ اللہ اللہ

وہ ایک شخص

ہے اِنتہا بھی فسانے کی ، اِبتدا ہی نہیں
وہ ایک شخص جو سب کچھ ہے، بس خدا ہی نہیں

وہ کیسا اَبر تھا، کِس کا تھا نور ، کیا جانے
زمیں سے اتنا پھر اونچا کوئی اُٹھا ہی نہیں

کئے پھر اُس کے تصوّر نے راستے پیدا
جہاں سمجھ کے یہ بیٹھے کہ رَاستا ہی نہیں

خدا گواہ، وہ سر بھی وہاں جُھکا پایا
بجز حضورِ خدا جو کہیں جُھکا ہی نہیں

نِثار اُن کے، تو قربان اُن کے ہاتھوں کے
کہ جو چراغ جلایا، کبھی بجُھا ہی نہیں

دَرِ حضورؐ پہ دیکھے ہیں چشمِ عالَم نے
نہ جانے شاہ بھی کتنے، فقط گدا ہی نہیں

وہی جو اُن سے عبارت ہیں راہِ ہستی میں
ہیں نقشِ پا ہی، مگر صِرف نقشِ پا ہی نہیں

حضورؐ ڈھونڈتے ہوں گے ہمیں وہاں بھی عمرؔ
جہاں کِسی کا سُنا، کوئی آشنا ہی نہیں

بادِ بہاری

گُل کِھلے، باغ سجا، بادِ بہاری آئی
پھر کہیں جا کے محمدؐ کی سواری آئی

مدّعا یہ تھا، کہ آجائے ہر آنے والا
سب کے بعد آپ کے آنے کی جو باری آئی

کام آیا نہ کوئی آپ کی نسبت کے سوا
رات اُمّت پہ کبھی جب کوئی بھاری آئی

راہِ ہستی میں جہاں نام محمدؐ کا لیا
پیشوائی کو وہیں رحمتِ باری آئی

دشمنوں پر ہمیں اور اُن کے کرم یاد آئے
اپنے یاروں کی کبھی یاد جو یاری آئی

محفلِ وعظ میں خوبانِ زمانہ کا تھا ذکر
ہم کو ایک ایک ادا یاد تمھاری آئی

نہ سہی ہم سے، کسی سے تو سُنی ہوگی عمرؔ
گنگناتی جو صبا نعت ہماری آئی

غیروں کا بھی اپنا

ہو بند بھی بابِ حرمِ کعبہ تو کیا ہے
جاتا ہے مدینے جو، وہ رستہ تو کھلا ہے

منزل کے لئے قافلہ جب کوئی چلا ہے
پہونچا ہے وہی، ہو کے جو طیبہ سے گیا ہے

جو بات محمدؐ کی ہے، مرغوبِ خدا ہے
محبوب اُسے، محبوبؐ کی ایک ایک ادا ہے

نظریں ہیں، کہ پڑتی ہوئی رحمت کی پھوہاریں
پلکیں ہیں، کہ چھائی ہوئی ساون کی گھٹا ہے

توحید ہی تسلیم، کہ مومن کا ہے ایماں
توحید کا دامن تو محمدؐ سے بندھا ہے

اپنوں کا بھی اپنا ہو جو، غیروں کا بھی اپنا
ایسا تو کوئی اور نہ ہوگا ، نہ ہوا ہے

اللہ کا حبیبؐ

بیٹھے ہیں جیسے سامنے وہ، اور بہت قریب
اللہ رے نگاہِ تصوّر ترے نصیب

دنیا نے یوں تو دیکھے ہیں لاکھوں حسیں، مگر
اللہ کا حبیبؐ ہے، اللہ کا حبیبؐ

روشن ہو جو اگر تو محمدؐ کے نام سے
یارب دیا ہے دل تو ہو وہ آنکھ بھی نصیب

ہو آسرا شکستہ دِلوں کا بَس اِک تمھیں
جائیں تمھارے دَر سے تو جائیں کہاں غریب

جَلتی ہے جس میں شمع تو بَس اُن کے نام کی
ہوتی ہے اَہلِ دَرد کی وہ رَات بھی عجیب

ممکن کہاں کہ وَصفِ نبیؐ کر سکے بیاں
کیسا ہی کیوں نہ کوئی سُخَنور ہو یا خطیب

ذِکر آپؐ کا سُنا گیا پہلے ہی آپ سے
بَن کر پیامِ حق کا جب آیا کوئی نقیب

اکثر گماں ہوا دمِ فکرِ سُخن عُمَر
جیسے کھڑے ہیں گنبدِ خضرا کے ہم قریب

خُلقِ مُجسّم

جینے کے زندگی کو قرینے سِکھائے ہے
جھونکا ہَوا کا جو بھی مدینے سے آئے ہے

کانٹا سا دل میں گڑ کے کوئی ٹوٹ جائے ہے
جانے کا اُس دیار میں موسم جب آئے ہے

کیا ہو گا خود وہ، جس کے تصوّر کا ہے یہ حال
بدلی میں جیسے چاند کوئی مُسکرائے ہے

اُن کی گلی کا حال صبا کچھ تو ہی بتا
سُنتا ہوں، تو تو روز وہاں آئے جائے ہے

پَر تُو نہ یہ بھی ہو کوئی اُن کے جمال کا
چرخِ بریں پہ مہر جو یوں جگمگائے ہے

اِس ضمن میں، کہ خُلقِ مجسّم کہیں اُنھیں
سب کی وہی ہے رائے، ہماری جو رائے ہے

فکرِ جہاں نہ روک، خدارا ہمیں نہ روک
جاتے ہیں ہم، کہ ہم کو مدینہ بُلائے ہے

(ق)

کشتی کا کچھ خیال، نہ کچھ ناخدا کی فکر
خود آرزوئے دل ہمیں رستہ بتائے ہے

پھر کون ہے یہ گنبدِ خضرا نہیں، اگر
ہر وقت سامنے جو کھڑا مسکرائے ہے

ہم سے سوا ہے اُن کو یقیناً ہماری فکر
سوئے ہیں جب بھی ہم کوئی شانہ ہلائے ہے

خورشیدِ حشر اور ہمیں چھو پائے کیا مجال
ہم عاصیوں کو آپ کی کملی چھپائے ہے

اُس بارگاہِ حُسن کا عالَم نہ پُوچھئے
جاکر جہاں نظر، کبھی واپس نہ آئے ہے

دُنیا کو ہے نصیب، نہ جنّت کو اے عمرؔ
اُن کا خیال دِل میں جو گلشن کھلائے ہے

آمنہ کا لال

پسینہ ہو، لہو ہو، مال و زر ہو، گھر ہو، یا سر ہو
نچھاور سب محمدؐ پر، ہمیں جو بھی میسّر ہو

نہ کیوں مہرِ درخشاں ہو، نہ کیوں ماہِ منوّر ہو
وہی جو آمنہ کا لال، عبداللہ کا دلبر ہو

مزہ آجائے پیشی جب ہماری پیشِ داور ہو
اُنھیں کے ہاتھ میں ہو ہاتھ، اُنھیں کے دوش پر سر ہو

حدیثِ لب ہے کوئی، یا سفر کرتی ہوئی خوشبو
مہک اُٹھتا ہے جس سے سارا گلشن، وہ گُلِ تر ہو

تمھارے ذِکر سے کیونکر نہ ہو جمعیّتِ خاطر
شَفیعِؐ روزِ محشر ہو، حبیبِؐ خاصِ داور ہو

پگھل کر موم ہو جائے، ذرا جو سامنے آئے
کوئی کیسا ہی آہن ہو، کوئی کتنا ہی پتّھر ہو

زمیں پر کیا پڑے سایہ تمھارے جسمِ اَقدس کا
مُعطّر ہو، مُعنبر ہو، مُصفّیٰ ہو، مُطہّر ہو

تمھارے ہی رُخِ رَوشن پہ پڑتی ہے نظر جا کر
کِسی محفِل میں بیٹھے ہو، کِسی مجمع کے اندر ہو

تمھاری فردِ اُمّت کے لئے تڑپے نبی سارے
ہو دَریاؤں کو جس کی جُستجُو، تم وہ سمندر ہو

اِک وہ خوشبو

ذِکرِ خوبانِ جہاں جب کہیں چھڑ جائے ہے
لب پہ ہر پھر کے محمدؐ ہی کا نام آئے ہے

اُس کی منزل کا پتہ کون بھلا پائے ہے
سایہ بھی جس کے قدم چُوم کے رہ جائے ہے

ایک وہ پھُول کہ پھُولوں میں ہے چرچا جس کا
اک وہ خوشبو کہ دو عالم کو جو مہکائے ہے

میری فطرت، کہ اُٹھائے پھروں بارِ عصیاں
اُس کی رحمت، کہ جہاں دیکھے ہے لہرائے ہے

دن تھا جب، غم تھا کہ کاٹے نہیں کٹتا ہم سے
کٹ گیا دن تو ہے اَب فکر کہ رات آئے ہے

لاؤں اُس قلبِ مُصفّٰی کی کہاں سے تشبیہ
آئینہ بھی جسے دیکھے ہے تو شرمائے ہے

اُن کی یادوں کے سفینے وہ سفینے ہیں، کہ بس
مَوجِ طوفاں بھی جنھیں دیکھ کے کترائے ہے

اَبرِ رحمت ہیں وہ، اور اَبر کی فطرت معلوم
کچھ نہ دیکھے ہے برسنے پہ جب آجائے ہے

اللہ اللہ عُمَر یادِ نبیؐ، نامِ رسُولؐ
ماہ و انجم سے مِرے نام سلام آئے ہے

دیوانہ محمدؐ کا

جلوہ کبھی آنکھوں سے دیکھا نہ محمدؐ کا
اور ہوگیا دیوانہ، دیوانہ محمدؐ کا

رہتا ہے کھلا ہر دم میخانہ محمدؐ کا
گردش میں ازل سے ہے پیمانہ محمدؐ کا

دیکھے ہے اُسے جو بھی ہو جائے ہے بس قرباں
کیا چیز ہے کیا جانے مستانہ محمدؐ کا

دُنیا میں بسے آکر ہے اُن کا کرم، ورنہ
تھا عرشِ معلّٰی پر کاشانہ محمدؐ کا

کچھ عشق کے چرچے ہیں، کچھ حُسن کی باتیں ہیں
مملو بہ حقیقت ہے افسانہ محمدؐ کا

شب یاد دلاتی ہے گیسوئے محمدؐ کی
پڑھتی ہے سحر کلمہ، روزانہ محمدؐ کا

کچھ شمس و قمر ہی پر موقوف نہیں لوگو
ہر نور کا پیکر ہے پروانہ محمدؐ کا

غم لاکھ سہے، لب پر شکوہ نہ مگر لائے
بھر کر بھی کبھی ساغر چھلکا نہ محمدؐ کا

یہ حُسنِ مُدارات

دن ہو کوئی یا رات، عبارت ہے اُنھیں سے
ہر درس مساوات عبارت ہے اُنھیں سے

موضوع خرد پر ہو، کہ موضوع جنوں پر
ہو کوئی بھی حق بات عبارت ہے اُنھیں سے

غیروں سے بھی ہو بات تو اپنوں ہی کی صورت
یہ طرزِ مُلاقات عبارت ہے اُنھیں سے

ایماں کی سی دَولت بھی عنایت ہے اُنھیں کی
قرآں کی بھی سوغات عبارت ہے اُنھیں سے

جو ڈوبتی کشتی کو کنارے سے لگا دے
اَن دیکھا سا وہ ہات عبارت ہے اُنھیں سے

ہر صُبح دل افروز اُنھیں کی ہے بس اِک دین
ہر شامِ مناجات عبارت ہے اُنھیں سے

ہو کر اِنھیں تاروں سے گزرتی تھی جو ہر شب
اشکوں کی وہ بارات عبارت ہے اُنھیں سے

طوفاں سا سرِ عرش اُٹھا رکھا تھا جس نے
سجدوں کی وہ بَرسات عبارت ہے اُنھیں سے

تھا روزِ ازل نقطۂ آغازِ عبادات
تکمیلِ عبادات عبارت ہے اُنھیں سے

ہو قومِ اَجنّا سے، کہ ہو نوعِ بَشر سے
جس ڈال کا ہو پات عبارت ہے اُنھیں سے

کچھ بھی ہو، پڑوسی کوئی سو جائے نہ بھوکا
یہ حُسنِ مدارات عبارت ہے اُنھیں سے

ہو کیوں نہ عُمَرؔ پھرے توحید سے سَرمست
یہ رندِ خوش اَوقات عبارت ہے اُنھیں سے

موسمی سوغات

ہر قدم جیسے کوئی سات ہے یا شاہِ اُممؐ
آج کی رات بھی کیا رات ہے یا شاہِ اُممؐ

کچھ عجب صورتِ حالات ہے یا شاہِ اُممؐ
لاج بس آپ ہی کے ہات ہے یا شاہِ اُممؐ

ہم ہیں اور اشکوں کی برسات ہے یا شاہِ اُممؐ
موسمی بس یہی سوغات ہے یا شاہِ اُممؐ

جلد بُلوایئے مُشتاقِ قدمبوسی ہوں
یہ بھی کہنے کی کوئی بات ہے یا شاہِ اُممؐ

حشر میں اور ہم ایسوں کی پذیرائی ہو
واہ کیا شانِ مدارات ہے یا شاہِ اُممؐ

کیا بگاڑے گی بھلا گردشِ دَوراں میرا
آپ کے ہاتھ میں جب ہات ہے یا شاہِ اُممؐ

ڈوبنے والا صدا دے تو صدا دے کِس کو
آپ ہی کی بس اَب اِک ذات ہے یا شاہِ اُممؐ

یوں تو گزُرے ہیں زمانے میں حَسیں ایک سے ایک
آپ کی اَور ہی کچھ بات ہے یا شاہِ اُممؐ

کیسے لگ جائیں پَر اور اُڑ کے پہونچ جائے عمَر
دِل کو بس فِکر یہ دِن رَات ہے یا شاہِ اُممؐ

یادوں کے پھُول

دل میں جو چمن نعتِ محمدؐ کے کِھلے ہیں
دُوری میں بھی کیا لُطف حضوری کے مِلے ہیں

دامَن جو سَلامت ہیں، گریباں جو سِلے ہیں
سب اُمّتِ مرحوم میں ہونے کے صِلے ہیں

ہو کر حرمِ پاک سے آئے ہیں یہ کیا لوگ
گیسُو ہیں پریشان، نہ شانے ہی چھِلے ہیں

وہ گوشۂ دل گُلشنِ جنّت سے نہیں کم
کچھ پھُول جہاں آپ کی یادوں کے کِھلے ہیں

ہمارے ہیں محمدؐ

کونین کی قسمت کے ستارے ہیں محمدؐ
سب کچھ ہے ہمارا، جو ہمارے ہیں محمدؐ

اُکھڑی ہوئی سانسیں ہوں، کہ ٹوٹے ہوئے دل ہوں
ہر سازِ شکستہ کے سہارے ہیں محمدؐ

سرچشمۂ رحمت کہو، یا منبعِ اکرام
دُنیا میں ہدایت کے منارے ہیں محمدؐ

نظریں ہیں کہ جلوؤں کے تعاقب ہی میں گم ہیں
جیسے کوئی جنّت کے نظارے ہیں محمدؐ

دشمن بھی جہاں سیر، جہاں دوست بھی سیراب
رحمت کے وہ بہتے ہوئے دھارے ہیں محمدؐ

ہونے دو ابھی بارشِ گلہائے تصوّر
کچھ لوگ ابھی دامن کو پسارے ہیں محمدؐ

آنے تو دو، کہتے ہیں جسے روزِ قیامت
ہر شخص پکارے گا، ہمارے ہیں محمدؐ

پھر آج پریشاں ہیں، پریشاں ہیں، پریشاں
ہم وہ، کہ تمھارے ہیں، تمھارے ہیں محمدؐ

نئی بجلیاں

گزر کر جو گلیوں سے طیبہ کی آئے
خرام اپنا بادِ صبا بھول جائے

پلٹ کر مدینے سے جب لوگ آئے
نئی بجلیاں اپنے ہمراہ لائے

نہ پہونچے کبھی گردِ پا کو بھی اُن کی
سبھی کچھ تو اہلِ جہاں بن کے آئے

کڑی دُھوپ میں بھی مزہ چھاؤں کا ہے
میسّر ہوں گر اُن کی یادوں کے سائے

سلام اُن کی خدمت میں جو ہم نے بھیجے
اذاں بن کے گونجے، گھٹا بن کے چھائے

یہ سُنکر، کہ محشر میں دیدار ہوگا
میں بیٹھا ہوں دل کو گُلستاں بنائے

نظر کیا، جو اُن کی نظر سے نہ اُلجھے
قدم کیا، جو اس راہ میں ڈگمگائے

مری سمت گر آج برقِ تجلّی
وہ دیوانہ ہوگا جو دامن بچائے

کلی کا تبسّم ہے کیا جب میں جانوں
اُنھیں دیکھ کر پھر اگر مُسکرائے

اِس اِک آسرے پر کہ پہونچیں گے اُن تک
بہت زندگی ناز تیرے اُٹھائے

رہی نعتِ احمدؐ سدا نامکمّل
دَھرے رَہ گئے سب اشارے کنائے

کہاں تم، کہاں وہ دَیارِ مُقدّس
عَمر کیا کوئی خواب پھر دیکھ آئے

گُل افشانیاں

نہ جنّت سے پوچھو، نہ رضواں سے پوچھو
پتہ اپنی منزل کا قرآں سے پوچھو

حرم کیا ہے پوچھو مدینے میں جا کر
مدینہ حرم کے نگہباں سے پوچھو

کِیے کِس نے رَوشن دَر و بامِ عالَم
محمدؐ کے عزمِ چراغاں سے پوچھو

بَشر کون خَیرُ البَشر بَن کے آیا
یہ آدم کے لَبہائے خنداں سے پوچھو

بَھرا کِس نے جلوؤں سے دامن اَزل کا
اَزل ہی کے چاکِ گریباں سے پوچھو

رَہِ کہکشاں ہے گزرگاہ کِس کی
سِتاروں کی چشمِ غزلخواں سے پوچھو

گُل افشانیاں آپ کے چشم و لَب کی
گُلستاں کی فصلِ بہاراں سے پوچھو

جو تھا آپ کے دیدۂ تر کا عالَم
گُہر باریٔ اَبرِ نیساں سے پوچھو

فضا میں ہیں گونجی ہوئی کس کی آہیں
گھٹاؤں کی زُلفِ پریشاں سے پوچھو

ہوا کون عالَم میں شاہِ دوعالَم
دُرود و سلامِ سلیماں سے پوچھو

کِسے لال پیارا نہ تھا آمنہ کا
کِسی مریمِ پاک دَاماں سے پوچھو

کرم اُن کے اَپنوں سے کیا پُوچھتے ہو
کِسی شمعِ بزمِ رقیباں سے پوچھو

ثنائے نبیؐ ہے عُمر کِتنی مشکل
کِسی اَپنے جیسے ثناخواں سے پوچھو

ضیائے گنبدِ خضرا

ضیائے گنبدِ خضرا مکاں سے لامکاں تک ہے
کہاں ہے شمع روشن، روشنی لیکن کہاں تک ہے

جو ممکن ہو بنا کر لا کوئی تصویر اُن کی سی
ہمیں بھی دیکھنا ہے اے مُصوّر تو کہاں تک ہے

خرد کیا راز پا سکتی ہے اے دل عرشِ اعظم کا
حدِ پرواز ہی جس کی زمیں سے آسماں تک ہے

اَبد تک ساتھ دے گی روشنی بس اُن کے جلووں کی
تمھارا ساتھ تو اے ماہ و انجُم جسم و جاں تک ہے

نہیں محروم ہم عاصی بھی اُن کے فیضِ رحمت سے
کرم اُن کا یہاں تک ہے، عطا اُن کی یہاں تک ہے

کہاں ممکن کوئی تشبیہ اُس خُلقِ مجسّم کی
کہ حُسنِ عالمِ تشبیہ بس حُسنِ بیاں تک ہے

سہارا چاہئے بس اے عُمر اُن کی نگاہوں کا
پہونچ اِس عُمرِ فانی کی بھی عُمرِ جاوداں تک ہے

اُنے وَالے اُن کی محفِل سے

ہمارے قلبِ مُضطر کا یہی بس اِک مداوا ہے
ہم اُس دیکھ کر جیتے ہیں، جس نے اُن کو دیکھا ہے

زہے وہ آنکھ، ہر پردے میں جس کے اُن کا جلوا ہے
خوشا وہ دل، جو بن کر شمع اُس محفِل میں جلتا ہے

بتا کچھ تو ہمیں اے آنے والے اُن کی محفِل سے
ہَوا بھی اُس دیارِ پاک کی سُنتے ہیں صبا ہے

ہمیں معلوم ہے تیری نگاہوں میں بسی ہوں گی
وہ گلیاں، ہائے جن گلیوں نے اُن قدموں کو چُوما ہے

سُنا کچھ حال اُن راہوں میں رحمت کی گھٹاؤں کا
جدھر سے ہو کے اُن کا کاروانِ حُسن گزرا ہے

خدائی کا خدا جانے وہاں انداز کیا ہوگا
مدینے میں سُنا ہے ہم نے کعبے کا بھی کعبہ ہے

بیاں کریوں، کہ ہم بھی دیکھ لیں اپنی نگاہوں سے
وہ فردوسِ بریں، رضواں بھی جس پر رشک کرتا ہے

بھلا کیا ہوگا عالم اُس زمیں کے ذرّے ذرّے کا
جہاں آٹھوں پہر اک نور کا چشمہ اُبلتا ہے

خبر ہوگی اُنھیں تو اپنے سارے جاں نثاروں کی
نہ جانے اُن کی بزمِ ناز میں کِس کِس کا چرچا ہے

ترے کانوں نے تو اکثر قریں جا کر سُنا ہوگا
لبوں پر اُن کے آتا ہے تو کِس کا نام آتا ہے

خبر دے کچھ ہمیں بھی اُن کے الطاف و عنایت کی
بُلایا ہے کِسے، اور کِس کا کِس کا حال پوچھا ہے

عُمرؔ اِن مدھ بھری آنکھوں پہ کیوں قُرباں نہ ہو جائے
یہ وہ آنکھیں ہیں، جن آنکھوں میں اُس روٹھے کا نقشہ ہے

اُمّت کا سَفِینَہ

کون اِس کو بجز تیرے کنارے سے لگائے
اُمّت کا سفینہ ہے، کہیں ڈوب نہ جائے

چھو بھی نہ سکے تجھ کو جو اے سَروِ خراماں
چلتے ہیں قدم جوڑ کے ہم سے، وہی سائے

گزری تھیں گھٹائیں تری رحمت کی جدھر سے
بیٹھے ہیں اُسی راہ پہ ہم آس لگائے

تجھ سا کوئی رہرو ہی کہاں سارے جہاں میں
ہے کون جو اب راہ سے کانٹوں کو ہٹائے

سائے ترے گیسو کے ہوں، اور نیند ہماری
پھرتے ہیں، تمنّا یہی سینے سے لگائے

نازک ہے بہت شیشۂ احساسِ تمنّا
محفل ہے رقیبوں کی، کہیں ٹوٹ نہ جائے

کوئی دوسرا تو ہو

ہم بے بسوں کے دل کا تم اِک آسرا تو ہو
مانا خدا نہیں ہو، حبیبِ خدا تو ہو

ڈرتے نہیں کسی سے تمھاری دُعا سے ہم
بدلی ہوئی اگر ہے چمن کی ہوا، تو ہو

توصیف سے کریں گے نہ واللہ ہم گریز
تم سا مگر جہاں میں کوئی دوسرا تو ہو

جب سے سُنا ہے روزِ قیامت مِلو گے تم
بیٹھے ہیں مُنتظر، کہ قیامت بپا تو ہو

دامن پکڑ کے ہم تو نہ چھوڑیں تمام عُمر
لیکن یہ سوچتے ہیں کہیں سامنا تو ہو

انسانیت عظیم ہوئی ہم سے ہی، مگر
اَب جو ہمارا حال ہے، شاید سُنا تو ہو

آ اے عُمرؔ کہ ذِکرِ حبیبِ خدا کریں
اُس رحمتِ تمام کا کچھ حق اَدا تو ہو

مَحرمِ اَسرارِ حقیقت

صورت گریِ ذوقِ نظر دیکھ رہا ہوں
سَرکارِ دو عالمؐ ہیں جدھر دیکھ رہا ہوں

آدمؑ کی دُعاؤں کا اَثر دیکھ رہا ہوں
بیدار ہوں، اَور خوابِ سحر دیکھ رہا ہوں

چھوڑ آئی ہیں صَدیاں جنھیں پیچھے، وہ مَناظر
میں آج بہ آغوشِ نظر دیکھ رہا ہوں

کِس محرمِ اَسرارِ حقیقت کی ہے آمد
اُٹھا ہوا ہر پَردۂ دَر دیکھ رہا ہوں

ہو نطق نِگاہوں کو میسّر، تو بیاں ہو
آنکھوں سے جو میں شانِ بشر دیکھ رہا ہوں

کُھلتے ہی چلے جاتے ہیں دَرِ خُلدِ بَریں کے
اے خاکِ مدینہ میں کدھر دیکھ رہا ہوں

آئی ہے صبا ہو کے یہ کِس راہ گزُر سے
مَہکی ہوئی ہر راہ گزُر دیکھ رہا ہوں

شاید کہ یہی منزلِ معراجِ بشر ہے
سَہمے ہوئے جبرئیلؑ کے پَر دیکھ رہا ہوں

اِس غم میں، کہ اک نقشِ کفِ پا کہیں مِل جائے
پھٹتے ہوئے پتّھر کا جگر دیکھ رہا ہوں

بَرسا تھا کبھی ٹوٹ کے جو غارِ حِرا میں
وہ منظرِ بارانِ گُہر دیکھ رہا ہوں

اَدنےٰ سے اِک اُنگلی کے اشارے پہ سَرِ چَرخ
بدلے ہوئے خورشید و قمر دیکھ رہا ہوں

آستانے پہ اُن کے

مآل اپنا اے شامِ غم دیکھ لینا
اُنھیں ڈھونڈ ہی لیں گے ہم دیکھ لینا

مِٹیں گے نہ دل سے کبھی جانے والو
تمھارے یہ نقشِ قدم دیکھ لینا

مدینہ جہاں سے نظر آئے یارو
ہمیں مُڑ کے باچشمِ نم دیکھ لینا

کہیں سو نہ جانا گھنی چھاؤں پاکر
اُٹھے جب وہ چشمِ کرم دیکھ لینا

نہ رہ جائے حسرت کوئی دل میں باقی
ہر اِک اُن کی زلفوں کا خم دیکھ لینا

پڑے تھے جہاں اُن کے پیروں میں چھالے
وہ راہوں کے سب پیچ و خم دیکھ لینا

ملا کر نظر دیکھنا تو ہے مشکل
چُرا کر نظر، دم بہ دم دیکھ لینا

عبارت ہیں جو ایک کملی سے اُن کی
وہ عنوانِ جاہ و حشم دیکھ لینا

نہ دیکھے ہوں تم نے جو موتی بَرستے
کبھی کر کے شرحِ اَلم دیکھ لینا

پہونچنے تو دو آستانے پہ اُن کے
ہمیں بھی خدا کی قسم دیکھ لینا

بھر آئے عُمَر نام سُن کر جو میرا
کئی بار وہ چشمِ نَم دیکھ لینا

شَغلِ دلِ دیوانَہ

شغلِ دلِ دیوانہ یہی شام و سَحر ہے
خوابوں میں مدینہ ہے، خیالوں میں سَفر ہے

ہو کر کبھی جبریلؑ بھی گزُرے نہ جہاں سے
اللہ کے محبوبؐ کی وہ رَاہ گزُر ہے

اَحمدؐ کا جو رُتبہ ہے، اَحد سے کوئی پُوچھے
میں تو وہی کہتا ہوں، مری جتنی نظر ہے

فردوس کا رضواں سے پتہ پوچھنے والو
فردوس، محمدؐ ہی کا اِک گوشۂ در ہے

وہ اِک رہِ دشوار، کہ جاتی ہے اَبد کو
طیبہ اُسی رستے میں گھنا ایک شجر ہے

اُس نام پہ کیا ظلمتِ ہستی کا اثر ہو
وہ نام کہ آئینۂ انوارِ سحر ہے

اِس خواب گہِ عالمِ ہستی میں دل آرا
جو جاگ رہا ہے ابھی، وہ تیرا عمر ہے

تنہائی میں بھی محفل

مژدہ جو محمدؐ کی آمد کا صبا لائی
بَل کھا کے گھٹا اُٹھّی، لہرا کے بہار آئی

جاں کیوں نہ ہو پھر قرباں، دل کیوں نہ ہو شیدائی
رفتارِ گُل و گلشن، گفتارِ مسیحائی

دربارِ رسالت میں کیا لُطفِ حضوری ہے
تنہائی میں بھی محفل، محفل میں بھی تنہائی

دیکھا نگہ دل سے جب سارے رسُولوں کو
ہم نے تو محمدؐ کی ہر بات جُدا پائی

محفل میں سُنا جب بھی ذِکر اُن کی شفاعت کا
پَہروں مرے کانوں میں بجتی رہی شہنائی

اَنوارِ مدینہ کی بارش اَرے کیا کہنا
جس سمت نظر اُٹھی، جَلوؤں میں نہا آئی

اُس خُلقِ مجسّم کے جس سمت قدم پہونچے
چھالوں سے ہوئی پَسپا، کانٹوں کی صَف آرائی

دُنیا کے اَندھیروں میں، تاریک سَویروں میں
اِک شمع سی جَل اُٹھی، جب آپ کی یاد آئی

مجازِ حقیقت نما

ضیائے رُخِ مُصطفٰےؐ دیکھ آئے
مجازِ حقیقت نما دیکھ آئے

تصوّر کی پُر پیچ راہوں سے ہو کر
تصوّر سے بھی کچھ سِوا دیکھ آئے

اُبلتا ہوا ایک رحمت کا چشمہ
برستی ہوئی اِک گھٹا دیکھ آئے

تڑپتا ہے جنّت میں بھی جن کو رضواں
وہ موسم، وہ رُت، وہ ہَوا دیکھ آئے

کرم ہائے چشمِ کرم اللہ اللہ
کُھلا بابِ عفوِ خطا دیکھ آئے

ہمیں دیکھ اے بخت کی نارسائی
ہم اُن کا ہر اک نقشِ پا دیکھ آئے

نہ ملتی ہو جس کو رہِ زندگانی
درِ پاکِ خیرُ الوریٰ دیکھ آئے

نکلتا ہے جو عرشِ اعظم پہ جا کر
نگاہوں سے وہ راستا دیکھ آئے

نظر سے نہ جب دیکھ پائے خدا کو
تو ہم جا کے شانِ خدا دیکھ آئے

صدف در صدف، بحر در بحر پھر کر
تماشائے جود و سخا دیکھ آئے

مہ و مہر ہیں جس کے پرتو سے روشن
وہ آئینۂ پُر ضیا دیکھ آئے

نہیں بے سبب شادمانی ہماری
عجب منظرِ دل کشا دیکھ آئے

عمرؔ رات پچھلے پہر، چوری چوری
گئے تھے کہاں چھپ کے، کیا دیکھ آئے

مَدینے چَلو

سیکھنے زندگی کے قرینے چلو
دل یہ کہتا ہے ہر دَم مدینے چلو

قافلے جا چکے کتنے مستانہ وار
آئی پینے کی رُت، آؤ پینے چلو

جن کو طوفاں کا خطرہ، نہ موجوں کا ڈر
منتظر کب سے ہیں وہ سفینے چلو

لے کے انساں کو جاتے ہیں جو عرش پر
پھر نظر آ رہے ہیں وہ زینے چلو

اور ہو جاتے ہیں پُر، لُٹانے سے جو
لُوٹنے آج ایسے خزینے چلو

لیں اُمنگوں نے یوں دل میں انگڑائیاں
جیسے آواز دی ہو کسی نے چلو

ہو چکا اے عُمر ختم کارِ جہاں
مر چکے عُمر بھر، اب تو جینے چلو

لاکھوں میں یہی ایک ادا

لاکھوں میں یہی ایک اَدا کتنی حسیں ہے
قدموں میں دو عالم ہیں، مگر خاک نشیں ہے

کیا اِس میں تعجّب، وہ اگر اتنی حسیں ہے
فردوس، مدینے ہی کی اُفتادہ زمیں ہے

ہونے کو تو مہر و مہ و انجم بھی ہیں، لیکن
تشبیہ کوئی اُس رُخِ رَوشن کی نہیں ہے

عظمت کو سمیٹے حدِ تخئیل کہاں تک
خاکِ کفِ پا بھی ہے تو اَفلاک نشیں ہے

تفسیر ہے یہ اُن کے نقوشِ کفِ پا کی
یہ خُلدِ اِرم ہے، تو وہ فردوسِ بَریں ہے

تھا ذِکر یہ کِس کی نگہِ لُطف و کرم کا
شرمائی ہوئی سی مَہ و انجم کی جبیں ہے

اُس دل کو ہو کیا خوفِ عمرِ روزِ اَبد کا
وہ دل، جو محمدؐ کی محبّت کا اَمیں ہے

طیبہ کی ہواؤ

خوشبو اُن کی اُڑا کر لاؤ
شاد رہو طیبہ کی ہواؤ

یاد آئے ہیں اُن کے جلوے
آہٹ آہٹ کان لگاؤ

راہ میں اشکو، تھمنا کیسا
جب تک دامن اُن کا نہ پاؤ

ذکرِ شہِ خوبانِ جہاں ہے
آؤ عمرؔ، اِک نعت سُناؤ

اے صلِّ علیٰ

جینے کا سہارا ہو جائے، طوفاں بھی کنارا ہو جائے
اے صلِّ علیٰ اے صلِّ علیٰ، تیرا جو اشارا ہو جائے

یہ حُسنِ عنایت حُسنِ کرم، اے حُسنِ خود آرا ہو جائے
بِن مانگے مُرادیں مل جائیں، بِن دیکھے نظارا ہو جائے

اے رحمتِ عالم آج کی شب اِک ایسا اشارا ہو جائے
اُمّت کا تری جو اشک بہے بس عرش کا تارا ہو جائے

واعظ کو زباں سے کہنے پر جب مسجد و منبر بخشے ہیں
اُس رند کی قیمت کیا ہوگی جو دل سے تمہارا ہو جائے

پھُولوں کی محبّت میں مالی کانٹوں کو بھی پانی دیتا ہے
تم بارشِ رحمت عام کرو، اور کام ہمارا ہو جائے

شاہدِ بزمِ اَبَدْ

شاہدِ بزمِ اَبد
سروقامت، سرو قد
اے کہ قربانت شود
دانش و عقل و خرد
قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدْ ٭ قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدْ
شان تیری لَم یَزَلْ
حوصلے دشت و جَبَلْ
تو ہی معمارِ اَزَلْ
تو ہی سرکارِ اَبَدْ
قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدْ ٭ قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدْ

حَامِلِ نورِ خدا
تیری ذاتِ باصفا
جلوۂ رُخ وَالضُّحیٰ
شان، اَللّٰہُ الصَّمَدْ
قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدْ ٭ قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدْ
جَادہ پیمائے حُنین
آمنہ کے نورِ عَین
اے مرے جدِّ الحسینؓ
فاتحِ بدر و اُحَدْ
قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدْ ٭ قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدْ
رہبرِ دُنیا و دیں
رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْنْ
تیری گفتارِ حسیں
نازشِ اَوجِ خِرَدْ

قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدْ ٭ قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدْ

عارض و رُخ کا نِکھار

روزِ رَوشن کا سِنگار

تیرا فیضانِ بہار

بے حِساب و بے عَدَدْ

قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدْ ٭ قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدْ

تونے چھیڑا سازِ حق

محرَمِ ہر رازِ حق

نغمۂ آوازِ حق

بَر لَبِ تو می سَزَدْ

قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدْ ٭ قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدْ

عِزّوشانِ بَشَر

عِزّ و شانِ بشر سلامٌ عَلَیک
اے شہِ بحر و بر سلامٌ عَلَیک

رَونقِ بام و دَر سلامٌ عَلَیک
شمعِ ہر رہ گزر سلامٌ عَلَیک

منتظِر، منتظَر سلامٌ عَلَیک
مبتدا و خبر سلامٌ عَلَیک

اے مداوائے حسرت و حِرماں
چارۂ دِل جگر سلامٌ عَلَیک

نورِ چشم و چراغِ عبداللہ
آمنہ کے پسر سلام علیک

حق نگر، حق پرست، حق آگاہ
حق کے اے نامہ بر سلام علیک

مدعائے جہانِ آب و گل
نازِ اہلِ نظر سلام علیک

پئے وا ماندگانِ جادۂ شوق
راستے کے شجر سلام علیک

خوابِ آدمؑ کی ہو بہو تعبیر
اے کہ خیر البشرؐ سلام علیک

دَہنِ غنچۂ مَشیّت کے
سُخنِ تازہ تر سَلامٌ عَلَیک

صُبحِ نو کے سِتارۂ اُمّید
شامِ غم کی سَحر سَلامٌ عَلَیک

اِس کے ہَمدم، تو اُس کے چارہ سَاز
سب کے بازو و پَر سَلامٌ عَلَیک

پَیکرِ حُسن و پَیکرِ اخلاق
رحمتِ سَر بسَر سَلامٌ عَلَیک

گر قبول اُفتد اے زہے قسمت
بھیجتا ہے عُمَر سَلامٌ عَلَیک

چارہ سازِ دل و جاں

رُوح و جانِ بہاراں پہ لاکھوں سلام
شاہدِ بزمِ اِمکاں پہ لاکھوں سلام

چارہ سازِ دل و جاں پہ لاکھوں سلام
دستگیرِ غریباں پہ لاکھوں سلام

ماہِ غارِ حرا پر ہزاروں دُرود
شاہِ بزمِ رسُولاں پہ لاکھوں سلام

نام سے جس کے کِھلتے ہیں دل کے کنول
اُس بہارِ گُلستاں پہ لاکھوں سلام

جس نے نوعِ بَشر کو بَنایا بَشر
ایسے مِعمارِ دَوراں پہ لاکھوں سَلام

نور سے جس کے رَوشن رُخِ کائنات
ایسی شمعِ فَروزاں پہ لاکھوں سَلام

میزبانی پہ جس کی خدا کو بھی ناز
اُس مدینے کے مہماں پہ لاکھوں سَلام

جس پہ قربان خورشید، صَدقے قمر
اپنے اُس شاہِ خوباں پہ لاکھوں سَلام

کر گیا جو مُرتّب، کِتابِ حَیات
اے عُمَر ایسے اِنساں پہ لاکھوں سَلام

دَستِ قُدرَت کے شاہکار

نازش و فخرِ روزگار، سلام
دستِ قدرت کے شاہکار، سلام

مَسندِ دل کے تاجدار، سلام
اے کہ محبوبِ کردگار، سلام

آئینہ دارِ حُسنِ لَم یَزَلی
عِشق کے یارِ غمگُسار، سلام

شوکت و شانِ گُلشنِ آدمؑ
اے چمن کی بھری بہار، سلام

دوستوں کے بھی ہمدم و دمساز
دشمنوں کے بھی دوستدار، سلام

پیکرِ حلم و پیکرِ رحمت
اے کہ ہم سب کے پردہ دار، سلام

اے کہ ہے تیری ذات اَلَمْ نَشْرَحْ
اے کہ ہے مرکزِ قرار، سلام

بے بضاعت ہوں، اور کیا بھیجوں
بھیجتا ہوں دُرود، پیار، سلام

ہاں دُرود، اور پھر دُرود عمرؔ
ہاں سلام، اور بار بار سلام

زمیں کا ساکن فلک کا راہی

لقب ہے جس کا شفیعِ محشرؐ
تحیّت اُس پر، سلام اُس پر
وہی، کہ ہے آمنہ کا دلبر
تحیّت اُس پر، سلام اُس پر

زمیں کا ساکن، فلک کا راہی
وہ جس کی نبیوں نے دی گواہی
خدا نے بھیجے سلام جس پر
تحیّت اُس پر، سلام اُس پر

وہ چشم و لب اور وہ رُوئے اَنور
کہ جس سے دُنیا ہوئی مُنوّر
وہ جس پہ قُربان ماہ و اختر
تحیّت اُس پر، سلام اُس پر

بشر کو جس نے بشر بنایا
سبق مساوات کا پڑھایا
جو بَن کے آیا حبیبِ داوَر
تحیّت اُس پر، سلام اُس پر

وہ سب کا مونس، وہ سب کا ہمدم
نبیٔ اوّل ، نبیٔ خاتم
وہ سب سے اعلیٰ، وہ سب سے برتر
تحیّت اُس پر، سلام اُس پر

بِنائے عالَم ، بقائے انساں
وہ رُوح و جانِ گُل و گُلستاں
وَفا کا پُتلا ، حیا کا پیکر
تحیّت اُس پر، سلام اُس پر

زمیں پہ ڈھونڈو، فلک پہ دیکھو
کہیں بھی جاؤ ، کِسی سے پوچھو
نہ جس کا ثانی ، نہ جس کا ہمسَر
تحیّت اُس پر، سلام اُس پر

وہ آپؐ کا اُف رے جسمِ اَطہر
وہ زُلفِ مُشکیں، وہ رُوئے اَنور
وہ آپؐ کا ہائے دیدۂ تر
تحیّت اُس پر، سلام اُس پر

"اے کہ تسکینِ جاں"

شاہِ یثرب مکاں سلامٌ علیک
دِلبر و دِلستاں سلامٌ علیک

محرمِ کُن فکاں سلامٌ علیک
حق کے اے رازداں سلامٌ علیک

خُسروِ خُسرواں سلامٌ علیک
خواجۂ خواجگاں سلامٌ علیک

چشمۂ فیض و منبعِ اِکرام
رحمتِ بیکراں سلامٌ علیک

ہمدم و چارۂ دلِ ناساز
اے کہ تسکینِ جاں سلامٌ علیک

عاصیوں کا ذریعۂ بخشش
مونسِ بیکساں سلامٌ علیک

فخرِ تخلیقِ ہر زمان و مکاں
نازِ صاحب دِلاں سلامٌ علیک

تازگی بخشِ غنچہ ہائے مُراد
گُلشنِ بے خزاں سلامٌ علیک

بے نوایانِ دَہر کی آواز
بے بَسوں کی زباں سَلامٌ عَلَیْك

عارض و رُخ نثار تم پہ دُرود
چشمِ گوہر فشاں سَلامٌ عَلَیْك

کارواں کارواں، یہی چرچے
کہکشاں کہکشاں سَلامٌ عَلَیْك

تحفہ ہائے دُرود شام و سَحر
دَرمیاں دَرمیاں سَلامٌ عَلَیْك

پیش کر یوں سَلامِ شوق عُمَر
کہہ اُٹھیں دو جہاں سَلامٌ عَلَیْك

حق کا پیامی

سلام اُس پر، کہ ہے اِک دُھوم جس کی مُصطفائی کی
سلام اُس پر، کہ جس نے بندگی میں بھی خدائی کی

سلام اُس پر، جو ہر ناحق سے ٹکراتا ہوا آیا
سلام اُس پر، لوائے حق جو لہراتا ہوا آیا

سلام اُس پر، کہ جس کی زندگی کونین کا حاصل
سلام اُس پر، کہ جس کی ذات پر قرآں ہوا نازل

سَلام اُس پر، کہ جس کو دستگیرِ بیکساں کہیے
سَلام اُس پر، کہ جس کو تاجدارِ انس و جاں کہیے

سَلام اُس پر، جسے اللہ نے پاس اَپنے بُلوایا
سَلامِ اُس پر، کہ جس نے پَرچَمِ توحید لَہرایا

سَلام اُس پر، غریبوں کا رَہا جو آسرا بَن کر
سَلام اُس پر، جو آیا بے نواؤں کی نوا بَن کر

سَلام اُس پر، غموں کو شادمانی کر دیا جس نے
سَلام اُس پر، پہاڑوں کو بھی پانی کر دیا جس نے

سَلام اُس پر، تنِ بے جاں میں جس نے بجلیاں بھر دیں
سَلام اُس پر، کہ جس نے مفلسوں کی جھولیاں بھر دیں

سَلام اُس پر، سبق کثرت کو وحدت کا دیا جس نے
سَلام اُس پر، متاعِ دین و ایماں کی عَطا جس نے

سَلام اُس پر، کہ لاکھوں بے گھروں کو گھر دئے جس نے
سَلام اُس پر، قمر سی شَے کے ٹکڑے کر دئے جس نے

سَلام اُس پر، حَسب کے اور نَسب کے جس نے بُت توڑے
سَلام اُس پر، کہ جس نے بہتے دَریاؤں کے رُخ موڑے

سَلام اُس پر، کہ جس نے قصرِ رنگ و نسل کو ڈھایا
سَلام اُس پر، جو رحمت بَن کے ہم سب کے لئے آیا

سَلام اُس پر، رہا ہر زخمِ دل کا بَن کے جو چَھا ہا
سَلام اُس پر، بُروں کا بھی سَدا جس نے بھلا چاہا

سَلام اُس پر، غریبوں، بیکسوں کا تھا جو رکھوالا
سَلام اُس پر، جو کہلایا جہاں میں گیسوؤں والا

سَلام اُس پر، کہ جس کا کام ہی بَس چارہ سازی تھا
سَلام اُس پر، کہ جو اللہ کا پہلا نمازی تھا

سَلام اُس پر، کہ جس کو مالکِ دُنیا و دیں کہئے
سَلام اُس پر، کہ جس کو رَحمۃٌ لِّلعٰلَمِیْنؐ کہئے

سَلام اُس مُرسلِ خاتم پہ، جو بس حق کا حامی تھا
سَلام اُس ہادیٔ برحق پہ، جو حق کا پیامی تھا

سَلام اُس پر، کہو صَلِّ علیٰ، جب اُس کا نام آئے
سَلام اُس پر، خدائے پاک کے جس پر سَلام آئے

نازِ قلم فرمائے ہے

پیغام یہ کس کا لیکے صبا ہر صبح چمن میں آئے ہے
خوشبو ہے کہ بِتھری جائے ہے، غنچہ ہے کہ مچلا جائے ہے

اُس بھول پہ اپنی کیا کیا پھر خود نازِ قلم فرمائے ہے
لکھنے کو چلے ہے احمدؐ جب، اور رَو میں اَحد لکھ جائے ہے

احمدؐ کو اَحد کہنے پہ جہاں کیوں چین بجبیں ہو جائے ہے
قطرہ جو مِلے ہے دریا سے، دریا ہی سدا کہلائے ہے

ایسا جو کہیں مِل جائے کوئی، مجھ کو بھی مِلانا اے دُنیا
جو سب کو کھِلا کر کھائے ہے، یا بھوکا خود سو جائے ہے

فَرِیَادِ اُمَّتْ

جی میں ہے کہ جاؤں طرفِ رَوضۂ اَطہر
اَور عرض کروں گُنبَدِ خضرا کو ہِلا کر
اے حامیٔ دیں، راحتِ جاں، شافعِ محشرؐ
اے ہاشمی، اے مُطّلبی، قاسمِ کوثر
اے فخرِ جہاں، زُبدۂ نسلِ بنی آدمؑ
اے مہرِ عرب، ماہِ عجم، شاہِ دوعالمؐ

اے وہ کہ رہے تیرے غلامانِ غلاماں
آئینۂ آیاتِ قرآں، صاحبِ ایماں
خاطر ہمہ جمعیّت و ظاہر ہمہ حیراں
رُخ جانبِ صحرا و رواں سوئے گُلستاں
بالائے جبیں صندلِ خاکِ رہِ تسلیم
سیمائے مُبیں بدرِ سماوات وہ اقلیم

❊

کرتے نظرِ مہر سے جس سمت اشارے
ذرّے نظر آتے تھے چمکتے ہوئے تارے
جب دیکھتے تھے سوئے چمن قہر سے بارے
گُل ہوتے تھے اعدا کی نگاہوں میں شرارے
دیندار، سَرافراز، وفادار ہمیں تھے
کہتے ہیں جنھیں فاعلِ مختار ہمیں تھے

تھیں لب پہ دُعائیں تو دُعاؤں میں اَثر بھی
اور پہلوئے اقبال میں تھی فتح و ظفر بھی
محنت تھی تو مِل جاتا تھا محنت کا ثمر بھی
ہر اک شبِ تاریک میں پنہاں تھی سَحر بھی
بَرتر تھا ہر اک دین سے یہ دین ہمارا
بالا تھا ہر آئین سے آئین ہمارا

ہ

ہر حال میں حامی ترے احکام کے ہم تھے
ہر وقت فدائی بھی ترے نام کے ہم تھے
اسلام ہمارا تھا تو اسلام کے ہم تھے
اَب کچھ نہ سہی، پہلے بڑے کام کے ہم تھے
ہم نے بہت ایوان زمانے کے سنوارے
اَب بھی دَر و دیوار پہ ہیں نقش ہمارے

بوبکرؓ کو فاروقؓ جری کو نہیں کہتے
عثمانِ غنیؓ اور علیؓ کو نہیں کہتے
یا مردیٔ اولادِ نبیؐ کو نہیں کہتے
خالدؓ کے دمِ تیغ زنی کو نہیں کہتے
جو کوئی تھا موصوف بہ اوصافِ جلی تھا
جو کوئی تھا ہم میں وہی بوبکرؓ و علیؓ تھا

❊

بھولے نہیں اِسلام کو ہم غم میں تعب میں
بھولے کبھی راحت میں اسے اور نہ غضب میں
افسانۂ دیریں ابھی مشہور ہیں سب میں
ہیں نقشِ قدم ریگِ بیابانِ عرب میں
بھولی نہیں دُنیا ابھی دورِ اُموی کو
بھولی نہیں عبّاسیوں کی نکتہ رسی کو

فاران کی چوٹی پہ پھرہرا تھا ہمارا
قصرِ دَرِ کسریٰ پہ بھی پہرا تھا ہمارا
جو زخمِ عدو کش تھا وہ گہرا تھا ہمارا
توحید ہی ہر حال میں لہرا تھا ہمارا
ہر سمت غمِ دیں کا بھی چرچا تھا ہمیں سے
سَر یوں تو بہت سے تھے، یہ سودا تھا ہمیں سے

⁂

ہے پیشِ نظر وہ ابھی غرناطہ کا منظر
ہے پیشِ نظر مرتبۂ جامعِ ازہر
ہے پیشِ نظر معرکۂ حیدر و صفدر
ہے پیشِ نظر شہرۂ عباسؓ دلاور
کیا ہم میں سے وہ حیدرِ کرّارؓ نہیں تھے
کیا ہم میں سے وہ خالدِ جرّارؓ نہیں تھے

کیا آپ نے جس سمت کیا ہم کو اشارا
جُھکتے نہیں دیکھا سَرِ پُرجوش ہمارا
صحرا ہو، کہ وادی ہو، کہ دَریا کا کنارا
ہر سمت کیا ہم نے اِسی دُھن میں گزُارا
تھے بَرقِ سِتم سوز جہاں جا کے گِرے ہم
بے فتح کئے پھر کبھی اُلٹے نہ پھرے ہم

❊

کہئے بجز اِس کے کوئی سَرمایہ ہی کیا تھا
اِسلام تھا، یا تیغ تھی، یا جوشِ وغا تھا
ہم رَاہروِ شوق تھے، دل رَاہ نما تھا
جس حال میں تھے، ساتھ وہیں ذِکرِ خدا تھا
تھے سب میں شریک، اَور جُدا رہتے تھے سب سے
خالی نہ تھا دل کوئی کہیں رَنج و تعب سے

گوشے سے نکل کر کبھی میدان میں آئے
بغداد میں پہونچے، کبھی ایران میں آئے
چشمے کو جو چھوڑا، تو بیابان میں آئے
جنگل میں رہے، اور کبھی ایوان میں آئے
راحت کبھی غربت کبھی صحرا کبھی دریا
سیماب صفت ہم نہ ٹھہرتے تھے کسی جا

❊

وہ ہند کے شہزور دلیروں کا زمانا
اور چڑھ کے محمدؐ بن قاسم کا وہ آنا
وہ ہند کے میدان میں گھوڑوں کا بڑھانا
داہر کو وہ آبِ دمِ شمشیر پلانا
اسلام کا ہر سمت وہ زور اور وہ حکومت
ملتان تک اس دین کی وہ عظمت و شوکت

پنجاب پہ چڑھ کر کبھی جے پال سے لڑنا
میداں میں مخالف کے قدم آ کے اُکھڑنا
رونا کبھی ڈرنا، کبھی گرنا، کبھی پڑنا
پھر وعدۂ تاوان سے گوشے کا پکڑنا
کیا یاد نہیں ہے ہمیں، سب یاد ہے اَبتک
جنبش میں ہمارا لبِ فریاد ہے اَبتک

٭

کہنے پہ اگر آئیں تو ہم کہتے ہی جائیں
اور حال کے کہنے کا کبھی وقت نہ پائیں
اِس شور سے کیوں سوتے زمانے کو جگائیں
بہتر ہے کہ فریاد سے اَب ہاتھ اُٹھائیں
اِس وقت جو کہنا ہے کہیں وہ بہ اَدب ہم
ہوں پھر سے زمیں بوسِ شہنشاہِ عرب ہم

اے وہ کہ تری یاد سے ہے زینتِ اِسلام
اے وہ کہ ترے حکم سے ہے شوکتِ اِسلام
اے وہ کہ ترے جُود سے ہے دَولتِ اِسلام
اے وہ کہ ترے نام سے ہے رُتبتِ اِسلام
با چشمِ پُر از آب و بہ صد حالِ پریشاں
کچھ کہنے کو آئے ہیں غلامانِ غلاماں

٭

ثروت لے طلبگار، نہ دولت کے طلبگار
مکنت کے طلبگار، نہ حشمت کے طلبگار
شوکت کے طلبگار، نہ سطوت کے طلبگار
ہیں صِرف ترے لُطف و عنایت کے طلبگار
ہو لُطف کہ مضمونِ فسانہ ہی بدل جائے
بدلے جو ہَوا، سارا زمانہ ہی بدل جائے

تم شافعِ محشرؐ ہو، تو ہم اُمّتِ مرحوم
تم حاکمِ ذیشاں ہو، تو ہم بندۂ محکوم
تم قاسمِ کوثر ہو، تو ہم مالکِ مقسوم
کِس طرح سے پھر ہم کو کیا جاتا ہے محروم
کیا ہے، کہ اِدھر کوئی تلطّف نہیں ہوتا
کیا ہے، کہ کوئی ہم پہ تاسّف نہیں ہوتا

❊

عالم ہے کہ خوش حال ہے، ہم ہیں کہ پریشاں
سرگشتہ و مایوس دل آزردہ و حیراں
وہ گُل نہ وہ غنچے ہیں، نہ وہ مُرغِ خوش الحاں
اُجڑا نظر آتا ہے گُلستاں کا گُلستاں
وہ سبزۂ نوخیز، نہ وہ نرگس و شمشاد
فریاد ہے، فریاد ہے، فریاد ہے فریاد

وہ بادۂ دیرینہ، وہ پیمانہ نہیں ہے
وہ مُرشدِ میخانہ، وہ میخانہ نہیں ہے
وہ شمعِ دل اَفروز، وہ پَروانہ نہیں ہے
وہ انجمنِ شوق، وہ افسانہ نہیں ہے
انجام ہے، وہ ہیبتِ انجام نہیں ہے
اِسلام ہے، وہ شوکتِ اِسلام نہیں ہے

اسلاف ہمیں سونپ گئے تھے جو اَمانت
برسوں رہی سینے میں ہمارے وہ ودیعت
قائم رہی عالم میں وہی عزّت و حرمت
باقی رہی گنجینۂ دل میں وہی دَولت
صنعت بھی تھی حرفت بھی تھی دولت بھی تھی ہم میں
عظمت بھی تھی شوکت بھی تھی برکت بھی تھی ہم میں

ملتی تھی وہ محمودؔ کی سی شوکت و شاں بھی
بابرؔ بھی تھا، اکبرؔ بھی تھا، اورنگ شاہجہاں بھی
وہ علم و عمل بھی تھا، وہ دل بھی تھا وہ جاں بھی
وہ پرچمِ اسلام بھی، وہ نام و نشاں بھی
کچھ دن ہوئے جب راہ بتاتے تھے جہاں کو
ہم درس دیا کرتے تھے ہر پیر و جواں کو

ہمّت کے فرس بھرتے تھے میداں میں طرارے
شمشیر و غا پیشہ سے اُڑتے تھے شرارے
تکتے تھے ہمیں چرخِ بریں سے یہی تارے
دُنیا تھی، کہ قربان تھی قدموں پہ ہمارے
اَب کہنے میں گردوں ہے، نہ قبضہ میں زمیں ہے
ہم کیا کہیں، کیا آپ کو معلوم نہیں ہے

اِس طرح مِٹے ہم، کہ نہیں کوئی ٹھکانا
بدلا نظر آتا ہے زمانے کا زمانا
سَاقی نہ وہ محفِل نہ وہ مُطرب نہ ترانا
مَرنے کے لئے ڈھونڈتے پھرتے ہیں بہانا
ہیں داغ مسلمان سَرِ رُوئے زمیں کے
دُنیا ہے نہ عقبیٰ ہے، یہیں کے نہ وہیں کے

٭

کیا پُر اَثر اَب نالۂ شب گیر نہیں ہے
کیا آہ و فغاں میں کوئی تاثیر نہیں ہے
کیا رحم کے قابل کوئی تقدیر نہیں ہے
کیا آج ہمَاری کوئی توقیر نہیں ہے
کیا عفو سے اَب جا کے خطا مِل نہیں سکتی
کیا دَرد کی اَب کوئی دَوا مِل نہیں سکتی

کیا دل یوں ہی اَب محشرِ حرماں میں رہے گا
کیا اپنا سفینہ یوں ہی طوفاں میں رہے گا
کیا دَورِ خزاں یوں ہی گُلستاں میں رہے گا
کیا قافلہ سَرگشتہ بیاباں میں رہے گا
کیا رَاہروؤں کو کوئی رہبر نہ مِلے گا
کیا ناصیۂ شوق کو وہ دَر نہ مِلے گا

٭

کیا قوم میں باہم یہ عَداوت ہی رہے گی
کیا دینِ مُبیں سے ہمیں نفرت ہی رہے گی
کیا ساتھ یہ افلاس، یہ نخوت ہی رہے گی
کیا اپنی رَفیق اَب یہ مذلّت ہی رہے گی
کیا دل میں نمایاں کوئی اَب جوش نہ ہوگا
کیا حشر تک اَب ہم کو کبھی ہوش نہ ہوگا

کیا عُجب سے، پندار سے ہم بچ نہیں سکتے
کیا دَہر کے آزار سے ہم بچ نہیں سکتے
کیا جہل کی تلوار سے ہم بچ نہیں سکتے
کیا کشمکشِ دَار سے ہم بچ نہیں سکتے
کب تک لئے جائیں گے اِسی طرح سنبھالے
لِلّٰہ بچالے ہمیں ، لِلّٰہ بچالے

❊

یوں ہم ہدفِ ناوکِ بیداد ہوئے ہیں
یوں ہم سِتمِ دَہر سے ناشاد ہوئے ہیں
اِس طرح سے سرگشتۂ فریاد ہوئے ہیں
دُنیا ہمیں کہتی ہے کہ برباد ہوئے ہیں
پہلے کی طرح پھر ہمیں ذیشان بنادے
پہلے کی طرح اَب بھی مُسلمان بنادے

فِردوس کی قیمت

اِک مُجرِم عاصی سرِ دربارِ رسالت
حاضر ہے، یہ کہتا ہے کہ اے مظہرِ شوکت
اے مَصدرِ آثارِ ہدیٰ، آیۂ رحمت
آئینۂ اَنوارِ خدا، حامیٔ اُمّت
مایوس ہے جو گلشنِ جنّت سے، وہ میں ہوں
جو دُور ہے اللہ کی رحمت سے، وہ میں ہوں

آیا ہوں ترے پاس بہ اُمّیدِ شفاعت
آلودۂ فریاد، گرانبارِ خجالت
فریادیٔ واماندگیٔ عالمِ حیرت
ردکردۂ اُمیدِ کرم، کشتۂ حسرت
گنجائشِ اندازِ کرم ہے کہ نہیں ہے
اَب کوئی علاجِ غم و ہم ہے کہ نہیں ہے

⁂

اُٹھتی ہے یہ سُنتے ہی نگاہِ کرم آلود
کھُل جاتے ہیں کچھ کہنے کو دونوں لبِ مجمود
ہوتے ہیں ضیا پاش دُر و گوہرِ مقصود
فرماتے ہیں سائل سے بہ اندازۂ مسعود
کِس بات سے رنجیدہ ہے، کیا تو نے کیا ہے
باعث تری افسردگیٔ قلب کا کیا ہے؟

کہتا ہے، کہ نادم ہوں، گرفتارِ خطا ہوں
مجبور ہوں، معذور ہوں، محصورِ بَلا ہوں
آمادہ ہوں مَر جانے پہ، جینے سے خفا ہوں
کچھ مجھ پہ عطا ہو، کہ طلب گارِ عطا ہوں
کر رحم، کہ مارا ہوا ہوں نفسِ لعیں کا
کمبخت نے رکھّا ہی نہیں مجھ کو کہیں کا

❊

وہ جُرم کئے ہیں جو سَزاوار نہیں تھے
یعنی کہ میں غافل رہا احکام سے دیں کے
کیا مُنھ سے بتاؤں کہ جو اعمال ہیں میرے
اَب تک تو وہ افعال کہیں بھی نہیں دیکھے
میخواری بھی، عیّاشی بھی، چوری بھی، دَغا بھی
عیّاری بھی، خونخواری بھی، اور حرص و ہَوا بھی

میخانے سے اُٹھ کر کبھی مسجد میں نہ آیا
طاعت کے لئے بھول کے بھی سر نہ جھکایا
جو فرض تھا اُس فرض سے جی میں نے چُرایا
گھر گلشنِ فردوس میں اپنا نہ بنایا
نفرت تھی اَوامر سے، نواہی پہ فِدا تھا
اللہ کو چھوڑا تھا، کہ خود اپنا خدا تھا

❊

طاعت نہ مناجات نہ تقویٰ نہ عبادت
ایمان، نہ اسلام، نہ کچھ مذہب و ملّت
سوتے ہوئے اِک صورتِ موزوں کی ضرورت
اُٹھتے ہوئے پھر بادۂ گلفام کی حاجت
ہر رنگ میں، ہر حال میں تھا ذوقِ مناہی
ہر روز مرے نفس کو تھا شوقِ تباہی

اِک رات کبھی سَیرِ چراغاں میں گزاری
اِک رات کبھی بزمِ حسیناں میں گزاری
اِک رات کبھی شورشِ عصیاں میں گزاری
اِک رات کبھی جوششِ طغیاں میں گزاری
اِک رات کو میں ساقیِ مَہوش پہ فدا تھا
اِک رات کو میں نشّۂ غفلت میں پڑا تھا

وہ چھٹکی ہوئی چاندنی، وہ نور کا منظر
وہ زہرہ و ناہید، وہ دُنیائے مُنوّر
وہ جلوہ گری مَہ کی سَرِ گنبدِ اَخضر
وہ موتیوں کی طرح چمکتے ہوئے اختر
دُنیا کی فضاؤں میں وہ سبزے کا لہکنا
وہ آبِ رَواں، اور وہ مِرا پی کے بہکنا

ہنگامِ سحر صُبح کے تارے کا نِکلنا!
ہر مُرغِ سَحر خواں کا سَرِ شاخ مچلنا!
اُٹھنا وہ پجاری کا، مؤذن کا سنبھلنا
اِک جوشِشِ توحید کا طوفان اُبلنا
ہر سمت سے آوازِ اَذاں کان میں آنا
اور بسترِ راحت سے مرا سَر نہ اُٹھانا

❊

وہ سَیرِ چمن، وہ لبِ جو، وہ گُل و گُلزار
وہ سَبزۂ خوش رنگ، وہ ذرّاتِ ضیابار
وہ جام و صراحی، وہ فراہم کئی میخوار
بہکی ہوئی رفتار، تو اُلجھی ہوئی گفتار
چھٹنا کبھی مِلنا، کبھی ہنسنا، کبھی گانا
چھینٹے کبھی لڑنا، کبھی ندّی میں نہانا

ہر نالۂ محزوں میں مسرّت کا نشاں تھا
میں آپ جواں تھا، تو زمانہ بھی جواں تھا
بربط تھا، دف و نے تھے، لبِ آب رواں تھا
اللہ کا کیا ذکر ہے، اللہ کہاں تھا
بیکار کی صلحیں، کبھی بیکار کی جنگیں
اللہ رے وہ فتنے، وہ تمنّا، وہ اُمنگیں

❊

تھی جوش پہ کمبخت جفاکوش جوانی
غارت گرِ دل، دشمنِ صد ہوش جوانی
مستانہ ادا، مے کش و مے نوش جوانی
روٹھی ہوئی، چھوٹی ہوئی پُرجوش جوانی
چھوڑے ہوئے طوفانِ معاصی میں سفینہ
لوٹے ہوئے طاعاتِ گزشتہ کا دفینہ

کھولے ہوئے ذوقِ طرب و عیش کا دفتر
چھلکائے ہوئے بادۂ گلرنگ کا ساغر
کھینچے ہوئے عیّاری و خونخواری کا خنجر
بھولے ہوئے رُسوائی و بدنامیِ محشر
کچھ اَور نہیں، حالتِ دیوانہ یہی ہے
قصّہ ہے یہی، دَرد کا اَفسانہ یہی ہے

❊

آتا ہے یہ سُنکر لبِ نازک پہ تبسّم
فرماتے ہیں سائل سے بہ اَندازِ ترحّم
بس اِس سے زیادہ نہ ہو سرگرمِ تکلّم
مایوسی کا اَب دل میں نہ رکھ اتنا تو ہمّم
اُس کا ہے خدا، جس کا نہیں کوئی مددگار
بخشش کے لئے فکر و تردّد ہے یہ بیکار

کر دے دلِ صد پاش کو تو صَرفِ محبّت
بے شبہ محبّت ہے حقیقت میں عبادت
انسان کے ہاتھوں ہی میں ہے دامنِ رحمت
فردوس کی قیمت ہے بس اِک اشکِ ندامت

ایمان یہی، زیورِ ایمان یہی ہے
مومن ہے تو مومن کی بڑی شان یہی ہے

مَستیٔ محبّت

عاشقِ برشتہ دل حضرتِ جُنیدؒ نے
دیکھا اِک جوان کو سخت مست و بے خبر

جا رہا تھا وہ کہیں، لیکن اِس طرح، کہ تھا
ظاہر اِک زمانے پر، خمارِ بادہ کا اثر

جو آنکھ پُر خمار تھی، تو چہرہ سُرخ سُرخ تھا
قدم بھی ڈگمگاتے تھے، حواس بھی تھے مُنتشر

قدم قدم پہ تھا گماں، بس اَب گرا، بس اَب گرا
ہر ایک لمحہ تھا عیاں، کہ پہونچے گا نہ اپنے گھر

یہ دیکھ کر جُنیدؒ نے، بہ طنز اُس سے یہ کہا
کہ اے جوانِ بے خبر، قدم اُٹھا سنبھال کر

تو ایسی چال سے نہ چل، مبادا گر پڑے کہیں
شکستہ ہاتھ پاؤں ہوں، تو پاش پاش تیرا سر

نظر اُٹھی جوان کی، سُنا جو یہ جُنیدؒ سے
ٹھہر گیا بہ صد ادب، دیا جواب مختصر

کہ اے جُنیدِؒ باخدا، جو میں گروں تو غم نہیں
کہ میرے گرنے کا اثر پڑے گا میری ذات پر

کسی کو میرے صدمے سے نہ صدمہ پہونچے گا کوئی
کہ رنج میری وجہ سے نہ پائے گا کوئی بشر

سنبھلنا تجھ کو چاہئے، سنبھال اپنے آپ کو
کہ ہے سنبھلنے پر ترے، تمام شہر منحصر

جو میں گرا تو کیا گرا، مرا وجود کچھ نہیں
گرے گا سارا شہر بھی، جو تو گرا کہیں اگر

ندا پھر آئی غیب سے، کہ اے جُنیدؒ نیک دل
یہ میرا مستِ عشق ہے، نہیں شراب کا اثر

کسی کے حال کو نہ دیکھ، کسی کے حال پر نہ جا
کسی کا عیب جو نہ ہو، کسی پہ طنز تو نہ کر

سُنا جو یہ جُنیدؒ نے، تو سخت مُضطرب ہوئے
بہت دِنوں رہے وہ پھر، اِسی قلق میں نوحہ گر

شِکوۂ اِسلام

حال کہنا ہے، مگر تابِ تکلّم نایاب
دل ہلانا ہے، مگر جوشِ تلاطم نایاب
فیصلہ کرنا ہے، اَندازِ تحکّم نایاب
زور کرنا ہے، مگر زورِ تصادم نایاب
ہمّتِ پست سے پَروازِ بلندی کا خیال
عَزم ممکن ہے، مگر سب ہیں خیالاتِ محال

اُس سے کہنا ہے جو سُنتا ہے زمانے کی صدا
اُس سے کہنا ہے جو ہے دَردرسیدوں کی دُوا
اُس سے کہنا ہے جہاں بار نہیں ہو سکتا
اُس سے کہنا ہے جو سننے سے بھی ہے بے پَروا
حال کہہ دینگے، وہ یہ حال سُنے یا نہ سُنے
قال کر دینگے، وہ یہ قال سُنے یا نہ سُنے

❊

یہ وہی دَر ہے جہاں سجدے کیا کرتے تھے
یہ وہی دَر ہے جہاں مَر کے جِیا کرتے تھے
بادۂ عیش شب و روز پیا کرتے تھے
ہم ملائک سے یہاں داد لیا کرتے تھے
ہم سے شرمندہ تھی اِس دَر پہ فضائے جنّت
گُدگُداتی تھی ہمیں آ کے ہوائے جنّت

آئینہ قدس کا دُنیا کو دکھاتے تھے ہم
محوِ تشویش زمانے کو بناتے تھے ہم
جم ہی جاتے تھے جہاں رنگ جماتے تھے ہم
کہیں آتے تھے نہ ہم، اَور نہ جاتے تھے ہم
رات دن محوِ غمِ ناصیہ فرسائی تھے
یہی دَر تھا، یہی سَر تھے، یہی سودائی تھے

ہمیں تھے قیصر و کسریٰ کو دبانے والے
پرچمِ فتح زمانے میں اُڑانے والے
شام میں، روم میں، اور ہند میں جانے والے
سکّہ شوکت کا زمانے پہ بٹھانے والے
دیکھنے کے لئے جو لوگ ہمیں آتے تھے
دیکھ کر شان ہماری وہ لرز جاتے تھے

خونِ دل تھا سَرِ پُرشور کی زینت کیلئے
دلِ مُضطر تھا فقط وقف عبادت کیلئے
کبھی تنہا نہیں اُٹھا کوئی طاعت کیلئے
کیونکہ کوشاں تھا ہر اک فرد جماعت کیلئے
ہم میں خوش حال بھی تھے سیکڑوں نادار بھی تھے
ہم میں خوگر دہ دشواری و آزار بھی تھے

٭

ہم میں تھے بات پہ گردن کو جھکانے والے
ہم میں تھے تیغ ہزاروں میں اُٹھانے والے
ہم میں تھے خون دلیروں کا بہانے والے
ہم میں تھے خون کے دَریا میں نہانے والے
ہم میں عبّاسؓ بھی تھے، خالدِ جرّارؓ بھی تھے
ہم میں مسلمؓ بھی تھے، بوذرؓ بھی تھے، طیّارؓ بھی تھے

کبھی فاران کی چوٹی پہ عَلَم تھے اَپنے
کبھی ہر قل کے شبستاں میں قدم تھے اَپنے
وجہ نصرت کی کبھی صرف قلم تھے اَپنے
کبھی شمشیر و قلم دونوں بہم تھے اَپنے
تھا کبھی خوف خداوند کی قہّاری کا
تھا بھروسہ کہیں غفّار کی غفّاری کا

❊

بانگِ ہنگامۂ اِسلام جہاں سنتے تھے
اپنی تلواروں کی جھنکار وہاں سنتے تھے
پھر نہ کچھ نغمہ نہ کچھ طرزِ بیاں سنتے تھے
دَوڑ جاتے تھے جب آوازِ اَذاں سنتے تھے
سَر ہتھیلی پہ تھا، اَور ہاتھ تھا تلواروں پر
نیند آتی تھی دہکتے ہوئے اَنگاروں پر

نور سے علم کے معمور تھے سینے اپنے
پُر نظر آتے تھے ہر سمت دفینے اپنے
تھے رواں بحرِ عمل میں جو سفینے اپنے
تھے جُدا سارے زمانے سے قرینے اپنے
سر اُٹھاتے تھے کہیں جوشِ شجاعت کیلئے
کہیں جُھکتے تھے غریبوں کی حمایت کیلئے

❊

نہ کبھی غیر کے مِٹنے کی دُعا کی ہم نے
نہ کبھی اپنی جراحت کی دَوا کی ہم نے
زندگی نذرِ خیالاتِ وفا کی ہم نے
گنبدِ ملّتِ بیضا پہ جِلا کی ہم نے
مال تھا تیرے لئے، اور عطا تیرے لئے
تھی غرض اپنی فنا، اور بقا تیرے لئے

شہرے ہیں یوں تو زمانے میں جہانداروں کے
نام مشہور ہیں گو سیکڑوں دَرباروں کے
لڑے جی توڑ کے جو سائے میں تلواروں کے
کارنامے ہیں وہ سب تیرے وفاداروں کے
خونچکاں زخم کو گلگونۂ عشرت سمجھا
خاکساری ہی کو ہر حال میں عزّت سمجھا

❊

یاد ہے یاد ہے وہ قرطبہ کی شان ابھی
یاد ہے یاد ہے غرناطہ کا میدان ابھی
یاد ہے یاد ہے وہ مصر وہ ایران ابھی
یاد ہے یاد ہے وہ جوش وہ ایمان ابھی
جہد سے، کوشش ہر روزہ سے رغبت تھی ہمیں
عیش سے عیش کے ہنگاموں سے نفرت تھی ہمیں

ایسے ایسے بھی تھے ہم سوختہ سامانوں میں
جو رہے سینہ سپر تیغوں میں، پیکانوں میں
ہم پھرے دشت میں وادی میں بیابانوں میں
دوپہر کاٹ دی تپتے ہوئے میدانوں میں
آسماں ہی کو فقط سایۂ عشرت سمجھا
جو مصیبت پڑی ہم نے اُسے راحت سمجھا

❊

آج برباد ہیں، ناچار ہیں، مجبور ہیں ہم
زخم کھائے ہیں وہ سنگین، کہ اب چور ہیں ہم
کہتے ہیں عیش جسے، اُس سے بہت دور ہیں ہم
وہ فلاکت زدہ ہیں آج، کہ مشہور ہیں ہم
سوتی دنیا کو ہمیں تھے وہ جگانے والے
آج ہنستے ہیں ہمیں پر یہ زمانے والے

تجھ سے کرتے ہیں دُعا، گو کوئی وقعت نہ سہی!
تیرے بندے تو ہیں ہم، گو کوئی عزّت نہ سہی!
بخش دے کچھ تو ہمیں، عشرتِ راحت نہ سہی
مرتبہ وہ نہ سہی، اَور وہ رفعت نہ سہی

اتّحاد، آج جو ہم میں سے ہوا ہے مفقود
جس کے باعث سے ہوئے عیش کے رستے مسدود

❊

آج تجھ سے اِسی اُلفت کے طلبگار ہیں ہم
آج تجھ سے اِسی دَولت کے طلبگار ہیں ہم
ہے یہ رفعت، اِسی رفعت کے طلبگار ہیں ہم
ہے یہ عزّت، اِسی عزّت کے طلبگار ہیں ہم

یوں مِلا ہم کو، کہ ایک ایک کے دِل مِل جائیں
دیکھنے والے ہمیں دیکھیں، تو دِل مِل جائیں

پھر اُسی مِلّتِ بیضا کا طلبگار بَنا
اُسی تعمیر کے مِٹتے ہوئے آثار بَنا
پھر دلوں کو تو وہی مخزنِ اَسرار بَنا
ہم وفادار نہیں، ہم کو وفادار بَنا
آئے وہ وقت تو احسان اُسی وقت کا ہے
کچھ نہیں ہم کو بس اَرمان اُسی وقت کا ہے

❊

ہم ہوں گمراہ، تو قرآن ہو رَہبر اَپنا
حرزِ بازو رکھیں ہم اُس کو بَنا کر اَپنا
جو پیمبرؐ ہے، اُسے سمجھیں پیمبرؐ اَپنا
اَور تری رَاہ میں کام آئے کہیں سَر اَپنا
پھر تو غم کچھ بھی نہیں اِس کا کہ نادان ہیں ہم
باعثِ فخر یہی ہے، کہ مُسلمان ہیں ہم

ہم اُن کے ہیں

کبھی یوں بھی مُرادیں دل کی بَر آئیں تو کیا کہنا
ہم اُن کے ہیں، زباں سے خود وہ فرمائیں تو کیا کہنا

پہونچ کر ہم سے پہلے کھو گیا ہے دل جہاں اپنا
اُنھیں گلیوں میں جا کر ہم بھی کھو جائیں تو کیا کہنا

وہ جن کی یاد میں اِک عُمر سے بے خواب ہیں آنکھیں
سَر اپنا رکھ کے اُن قدموں پہ سو جائیں تو کیا کہنا

ترانے یہ، جو ہم سارے جہاں میں گاتے پھرتے ہیں
حُضوری میں جو اُن کی بیٹھ کر گائیں تو کیا کہنا

عمر انصاری کی شاہکار تصانیف

بارہ روپے ۵۰ پیسے

بارہ روپے ۵۰ پیسے

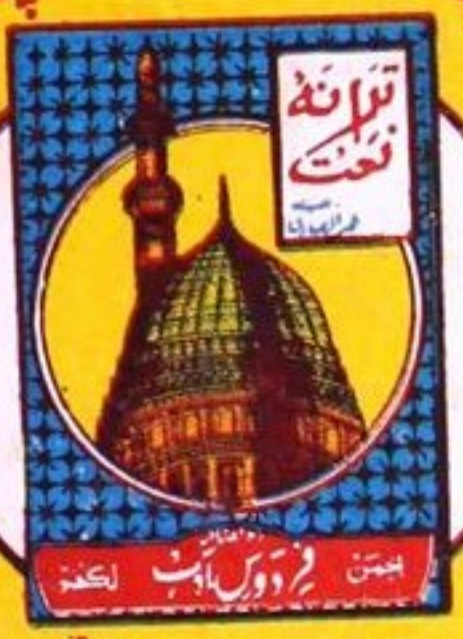

دس روپے

پندرہ روپے

ناشر

پانچ روپے

مکتبۂ فردوس ادب ۲۰ امین آباد پارک لکھنؤ یوپی (انڈیا)